

زکوٰۃ، عشر، صدقہ فطر اور قربانی کے فضائل و مسائل پر مشتمل عام فہم اور آسان ترین

کتاب الزکوٰۃ



مؤلف: میر امتیاز آفریں

رضائے مصطفیٰ ﷺ فاؤنڈیشن

کانیر، چاڈورہ، بڈگام، کشمیر

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ مُصَدَقَةً تَطْهِّرُ هُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا ط ٧١
(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) اُن (مومنوں) کے مالوں میں سے زکوٰۃ لے کر
اُن کے ظاہر و باطن کو پاک صاف کیجئے (التوبہ: ۱۰۳)

کتاب الزکوٰۃ

مؤلف

میر امتیاز آفریں

مرضائے مصطفیٰ فاؤنڈیشن کانیر چاڈوہرہ بڈگام کشمیر

نام کتاب: کتاب الزکوٰۃ

مؤلف: میر امتیاز آفریں

ناشر: رضائے مصطفیٰ فاؤنڈیشن کانیر چاڈورہ بڈگام کشمیر

اہتمام:

اشاعت اول: 2016

تعداد:

قیمت:

(نوٹ: اس کتاب سے ہونے والی جملہ آمدنی مؤلف کی طرف سے

ہمیشہ کیلئے رضائے مصطفیٰ فاؤنڈیشن کانیر کیلئے وقف ہے۔)

انتساب

رسول رحمت ﷺ کے ان شیدائیوں کے نام!
جنہوں نے انکی محبت کے چراغِ حریمِ دل میں روشن
کئے

جنہوں نے عشق و محبت کے رموز سکھائے
جو علمی کمالات کے باوجود عشق و ادبِ رسول ﷺ
میں غرق رہے
جو مال کی محبت کے باوجود اسے راہِ خدا میں خرچ
کرتے رہے

اور

جنہوں نے اپنی متاعِ حیات انکے دین کی خدمت میں
صرف کی۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم

عنوانات

ممبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱	اسلام کا نظام زکوٰۃ۔	۱۸
۲	لفظ زکوٰۃ کا لغوی و شرعی معنی۔	۲۶
۳	اہمیت زکوٰۃ۔	۲۷
۴	آیات قرآنی۔	۲۷
۵	احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم۔	۳۱
۶	الاثار و اقوال۔	۳۶
۷	زکوٰۃ ادا کرنے کے روحانی فوائد۔	۳۸
۸	زکوٰۃ ادا کرنے کے سات آداب۔	۴۱
۹	زکوٰۃ: احکام و مسائل۔	۴۲
۱۰	زکوٰۃ واجب ہونے کی سات شرطیں۔	۴۲
۱۱	زکوٰۃ کن شرائط پر ادا ہوگی؟	۴۳
۱۲	وہ چیزیں جن پر زکوٰۃ نہیں۔	۴۴
۱۳	وہ اموال جن پر زکوٰۃ فرض ہے۔	۴۴
۱۴	نصاب و شرح زکوٰۃ۔	۴۵
۱۵	سونے کی زکوٰۃ۔	۴۵

۴۶	۱۶ چاندی کی زکوٰۃ۔
۴۷	۱۷ کاغذی کرنسی کی زکوٰۃ۔
۴۸	۱۸ سامان تجارت۔
۴۹	۱۹ زرعی پیداوار۔
۵۰	۲۰ مویشی۔
۵۳	۲۱ کان اور دبے ہوئے خزانے۔
۵۴	۲۲ مصارف زکوٰۃ۔
۶۴	۲۳ سوالات اور انکے جوابات۔
۸۴	۲۴ صدقہ فطر۔
۸۹	۲۵ قربانی: اہمیت و مسائل۔
۹۷	۲۶ ماخذ و مراجع۔
۹۹	۲۷ رضائے مصطفیٰ فاؤنڈیشن: ایک تعارف۔
۱۰۳	۲۸ اغراض و مقاصد۔
۱۰۴	۲۹ شعبہ جات۔
۱۰۵	۳۰ مرکزی اسلامی بیت المال کانیر کے اصول و ضوابط۔

تقریظ لطیف

از شارح اور ادِ فتحیہ جناب محمد شفقت رسول بیگ لکشمیری صاحب دامتہ برکاتہم العالی
 پیارے اسلامی بھائیوں اور بہنو! حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا
 فرمانِ عالی شان ہے: اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ
 تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے رسول ہیں، نماز
 قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، الحدیث ۸)

مذکورہ فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز کے بعد جس عبادت کا ذکر کیا گیا ہے وہ زکوٰۃ
 ہے۔ زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن اور مالی عبادت ہے۔ زکوٰۃ ایک قومی خیرات ہے اس کو
 ایک نظام کے تحت خرچ کرنا گویا جسم کے اندر دل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس طرح دل
 تمام جسم سے خون اکٹھا کر کے پھر اس کی تقسیم کرتا ہے اور صحت و حیات جسمانی کو قائم
 رکھنے کے لئے ہر وقت یہ فعل انجام دیتا رہتا ہے۔ بالکل اسی طرح زکوٰۃ کا کام ہے کہ
 وہ صاحبِ نصاب لوگوں کے مال سے مقرر حصہ لے کر مناسب طریقہ پر خرچ کرتا
 ہے جس سے حیات قومی زندہ رہ سکے۔ دین اسلام میں تقریباً ہر باب میں انفرادیت
 پر اجتماعیت کو ترجیح دی گئی ہے کیونکہ اسلام اجتماعی عمل کا دین ہے۔ اگر ہم اسلام کے
 بنیادی ارکان کا بغور مطالعہ کریں تو ہمیں پتہ چلے گا کہ اجتماعیت کو ہی ترجیح حاصل ہے۔
 زکوٰۃ انفرادی و اجتماعی دونوں طریقوں سے دی جاسکتی ہے، لیکن دور رس نتائج
 کے اعتبار سے اجتماعی زکوٰۃ دینا بہت فائدہ مند ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر زکوٰۃ
 صدقات وغیرہ مال کو کسی بیت المال میں جمع کر دیا جائے تو اس سے اجتماعی منصوبہ

بندی کے تحت روزگار کا ایک ایسا سلسلہ وضع کیا جاسکتا ہے کہ جن حضرات پر دیانتدارانہ طور سے ایک مشت خرچ کیا جائے وہ آئندہ زکوٰۃ لینے والا نہیں بلکہ دینے والا بن سکتا ہے۔ مثلاً کسی بھائی کو سلائی کی مشین دلا کر اُس کو ایسی تربیت بھی دی جائے کہ وہ اسی سے اپنی روزی روٹی کما کر اپنی عزت کی زندگی گزار سکے۔ اسی طرح سے کئی چھوٹے چھوٹے کاروبار ہیں۔

اور امید قوی ہے کہ اس سے سود، رشوت، ظلم و دیگر غیر شرعی فعل کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

آج اسی سرمایہ کی غلط تقسیم سے دنیا کو بے روزگاری، فکر معاش کی صورت میں جو مشکلات پیش آرہی ہیں ان کا ایک ہی بہترین حل ہے اور وہ احکام قرآن و سنت صاحب قرآن ﷺ کے مطابق زکوٰۃ کی ادائیگی اور تقسیم ہے۔ پہلے تو بہت سے لوگ زکوٰۃ ادا ہی نہیں کرتے اور جو لوگ ادا کرتے ہیں وہ بھی اس طرح نہیں کرتے جس طرح شریعت مطہرہ نے تاکید فرمائی ہے بلکہ خود جس طرح چاہتے ہیں ادا کرتے ہیں۔ قرآن مجید فرقانِ حمید کی متعدد آیات مقدسہ میں زکوٰۃ ادا کرنے والوں کی تعریف و توصیف اور نہ دینے والوں کی مذمت کی گئی ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے فضائل پانے اور عدم ادائیگی کے نقصانات سے بچنے کے لئے زکوٰۃ کے شرعی مسائل کا سیکھنا بے حد ضروری ہے۔ مگر صد حیف کہ علم دین کی کمی کی وجہ سے مسلمانوں کی اکثریت ان مسائل سے ناواقف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات کسی پر زکوٰۃ فرض ہو چکی ہوتی ہے لیکن وہ اس سے لاعلم ہوتا ہے۔ یاد رکھئے کہ مالِ کِ نصاب ہونے کی صورت میں زکوٰۃ کے مسائل سیکھنا فرض عین ہے۔

زیر نظر کتاب ”کتاب الزکوٰۃ“ جس کے مرتب محترم المقام میر امتیاز آفسر علیہ السلام صاحب ہیں جو کہ ایک فعال ہونہار باوقار شخصیت کے حامل ہیں نے حتیٰ الوسع زکوٰۃ، صدقہ فطر اور عشر کے فضائل و مسائل کو انتہائی آسان پیرائے میں عنوانات کے تحت حوالہ جات کے التزام کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ اہل علم کے ساتھ ساتھ کم علم بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکیں، پھر بھی علم بہت مشکل چیز ہے یہ ممکن نہیں کہ علمی دشواریاں بالکل جاتی رہیں، یقیناً بہت سے مقامات اب بھی ایسے ہوں گے کہ علماء کرام سے سمجھنے کی حاجت ہوگی۔ لہذا جو بات سمجھ میں نہ آئے، سمجھنے کے لئے علماء کرام سے رُجوع کیجئے۔

اس اہم کتاب کو نہ صرف خود پڑھیں بلکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی پڑھنے کی ترغیب دے کر اس کی اہمیت کو عام کرنے کا ثواب کمائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنی رضا نصیب فرمائے۔ اور ہمارے دلوں سے مال دنیا کی محبت کم کر کے اپنے دین اسلام کی محبت کو زیادہ کرے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

حقیر فقیر سراپا تقصیر محمد شفقت رسول بیگ

E-Mail: shafqatrasool1112@gmail.com

بسم الله الرحمن الرحيم

اظہار خیالات

سب تعریفیں اللہ جل مجدہ کیلئے اور درود و سلام ہو جناب نبی کریم ﷺ پر اور انکی آل اور اصحاب پر۔ مجھے اس بات سے بے پناہ خوشی ہو رہی ہے کہ ہمارے دیرینہ رفیق و ساتھی محترم الحاج میر امتیاز آفریں صاحب نے زکوٰۃ کے موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور خوب اٹھایا ہے۔ مجھے ذاتی طور پر ان سے کافی استفادہ کرنے کا موقع ملا ہے اور میں انکی علمی و ادبی صلاحیتوں کا نہ صرف قدر دان رہا ہوں بلکہ انکی قائدانہ صلاحیتوں سے بھی مستفید ہوتا رہا ہوں۔ چونکہ انکی علمی صلاحیتوں سے وہ لوگ خوب واقف ہو گئے جنہوں نے انہیں سنا ہے یا ان کے مقالات کو پڑھا ہے۔ دراصل وہ مشکل و دقیق موضوعات کو آسان و عام فہم الفاظ میں بیان کرنے کا بہترین ہنر رکھتے ہیں اور ان کا مطالعہ زبردست وسیع ہے۔ چونکہ انکی قیادت میں رضائے مصطفیٰ فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں لایا گیا پھر مرکزی اسلامی بیت المال کا نیر کی بنیاد رکھی گئی تاکہ غرباء، فقراء و مساکین کی مالی امداد کی جائے۔ اللہ کے فضل سے بیت المال کے ذریعے بے شمار مستحق افراد کی مالی مدد کی گئی اور عوام نے اپنے صدقات، زکوٰۃ و دیگر عطیات کے ذریعے اسکی بھرپور مدد کی۔ چونکہ صرف صدقات و زکوٰۃ جمع کرنا ہی بیت المال کی ذمہ داری نہیں بلکہ ان اموال کو مسترآن و سنت کی روشنی میں مستحقین پر خرچ کرنے کی بھی ہے لہذا اس سلسلے میں زکوٰۃ کے بارے میں کافی علم ہونے کی حاجت ہے۔ اس موضوع پر اگرچہ کافی کتابیں لکھی گئی ہیں مگر ان

میں اکثر بہت مشکل انداز میں لکھی گئی ہیں اور عام لوگوں کیلئے ان میں درج مسائل کو سمجھنا مشکل ہے۔ میں اکثر سوچتا تھا کہ کاش اس موضوع کے حوالے سے کوئی سہل اور آسان کتاب مرتب ہوتا کہ ان مشکلات کا ازالہ ہو۔ اس مختصر و آسان کتاب کو دیکھ کر میری دیرینہ آرزو پوری ہوئی۔

اس کتاب میں صدقات، زکوٰۃ، عشر، پوست ہائے قربانی وغیرہ جیسے مسائل کو قرآن و حدیث کے مستند دلائل اور ائمہ فقہ کی تشریحات کی روشنی میں خوب اجاگر کیا گیا ہے۔ اس کتاب کو دورِ حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق مرتب کیا گیا ہے جس سے عوام و خواص دونوں طبقات کو فائدہ پہنچے گا۔ کتاب کا سوالات و جوابات پر مشتمل حصہ زبردست معلوماتی (informative) ہے جو کتاب کو دیگر کتب سے منفرد بناتا ہے اور قاری کی علمی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ کتاب میں ایک بہت ہی کارآمد اور معلوماتی زکوٰۃ ٹیبل (Zakat Table) شامل کیا گیا ہے جس سے کم وقت میں قاری زکوٰۃ کی رقم نکال سکتا ہے۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ اس کتاب کا ہر فرد کے پاس ہونا ضروری ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب رفاہی ادارے چلانے والوں کی رہنمائی کرنے میں اور ہر خاص و عام تک مسائل زکوٰۃ پہنچانے میں کامیاب ثابت ہوگی۔ آخر میں میں دعا گو ہوں کہ اللہ جل مجدہ مصنف کو جزائے خیر دے اور انہیں مزید موضوعات پر قلم اٹھا کر دین کی خدمت انجام دینے کی توفیق عنایت فرمائے۔ امین

خاک پائے اولیاء و اصفیاء

فیاض احمد بیٹو

مہتمم درس گاہ منہاج القرآن کانیر چاڈورہ

۲۶ اگست ۲۰۱۶ء

۲۲ ذی قعدہ ۱۴۳۷ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

حرفِ آغاز

اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہمیں دین اسلام کے ذریعے ہدایت و نجات کا راستہ دکھایا اور درود و سلام ہو پیغمبرِ اعظم و آخر، احمدِ مجتبیٰ، محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کے ذریعے عالمِ انسانیت نے راہِ راست پائی اور جن کی ذات کو اللہ نے تمام انسانوں کیلئے نمونہٴ حیات قرار دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کو نہ صرف اللہ کی عبادت و بندگی کا سلیقہ سکھایا بلکہ اسے بقول علامہ اقبالؒ درودِ دل یعنی خدمتِ خلق سے بھی روشناس کرایا۔ اسی درودِ دل کا تقاضہ ہے کہ انسان نہ صرف اپنے لئے جیئے بلکہ سماج کے معاشی طور پر پچھڑے طبقات کی ہمدردی کے پیش نظر، غرباء، مساکین اور دیگر محرومین کے ساتھ بھی ہمدردی برتتے ہوئے انکی بنیادی ضروریات کا بھی پورا خیال رکھے۔ اسلام نے حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد پر بھی برابر زور دیا ہے تاکہ سماجی عدل (Social Justice) قائم ہو اور انسانی برابری (human equality) کی جڑوں پر سماج کھڑا ہو اور عام لوگوں کے ساتھ ساتھ غریبوں، مسکینوں، یتیموں، بیواؤں اور دیگر محتاجوں کی کفالت کا بھی معقول انتظام ہو۔ انہیں ضروریات کے پیش نظر اسلام کا نظامِ زکوٰۃ ایک بہترین حل کے طور پر

پیش کیا گیا جس سے پورے عالم سے سماجی نابرابری (Social inequality) مکمل طور پر ختم کی جاسکتی ہے۔

ہماری وادی کشمیر میں گزشتہ کئی دہائیوں سے جاری تشدد کے نتیجے میں جہاں ہزاروں لوگ اپنی جانیں گنوا بیٹھے وہیں ہزاروں بیواؤں اور یتیموں کی صورت میں محتاجوں کی ایک کثیر تعداد در بدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہو گئی۔ اسی طرح دیگر غرباء و مساکین بھی مشکلات سے دوچار ہو گئے۔ ان طبقات کے معاشی مسائل کو احسن طریقے سے حل کرنے کیلئے مختلف سرکاری و غیر سرکاری ادارے پوری وادی میں سرگرم عمل ہیں جن کے ذریعے ان محسروں طبقات کی مالی مدد کی جاتی ہے۔ اگرچہ ایسی تمام مخلص کاوشیں حوصلہ افزائی اور مبارکباد کی مستحق ہیں مگر جتنی ضرورت ہے اتنا کام ابھی تک نہیں ہوا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر گاؤں یا قصبے میں مقامی بیت المال قائم کئے جائیں تاکہ محتاجوں کی ضروریات بروقت پوری کی جاسکیں۔ فخر کی بات ہے کہ راقم الحروف کی تجویز پر رضائے مصطفیٰ فاؤنڈیشن نے وقت کی ضرورت کے پیش نظر ایک ایسی ہی کوشش کے طور پر مرکزی اسلامی بیت المال کانیر کی بنیاد رکھی جو تقریباً پچھلی ایک دہائی سے غرباء، مساکین اور دیگر مستحقین کی خدمت کر رہی ہے۔ جہاں صدقات، زکوٰۃ، عشر وغیرہ بیت المال میں جمع کرنے کا تصور بھی نہ تھا وہیں لوگوں کے تعاون سے ہزاروں روپے جمع ہوئے اور مستحقین میں تقسیم

ہوئے جو سب کیلئے لائق تقلید نمونہ ہے۔

اسی دوران صدقات، زکوٰۃ، عشر وغیرہ کے متعلق کافی مسائل سامنے آتے گئے جن کا حل اتنا آسان نہیں جتنا سمجھا جاتا ہے۔ چونکہ زکوٰۃ کے مسائل کا تجزیہ علماء کرام نے بہترین طریقے سے اپنی کتابوں میں کیا ہے اسلئے ایسا نہیں لگتا کہ ان مسائل پر اب زیادہ لکھنے کی ضرورت ہے۔ مگر یہ مسائل ایک تو بہت دقت پسند علمی انداز میں لکھے گئے ہیں اور دوسرے ان کی کثرت اتنی ہے کہ انسان ان میں کھو کر رہ جاتا ہے۔ یہ مسائل کل زخیم کتابوں میں بکھرے پڑے ہیں اور ان سب کتابوں کا مطالعہ کرنا عام انسان کیلئے بہت مشکل ہے۔

رضائے مصطفیٰ فاؤنڈیشن کی ایک میٹنگ میں عہدہ داران نے تجویز پیش کی کہ راقم زکوٰۃ، صدقات، عشر، کے فضائل و مسائل پر ایک جامع، آسان، عام فہم اور مختصر کتاب تصنیف کرے جو مرکزی اسلامی بیت المال کیلئے ایک دستور کی طرح کام کرنے کے قابل ہو اور جس سے عام لوگ بھی زکوٰۃ کے مسائل کو سمجھ سکیں تاکہ دین کے اس اہم ستون کے بارے میں کما حقہ جانکاری حاصل کی جاسکے۔

چونکہ راقم کو اپنی کم علمی کا احساس ہمیشہ سے رہا ہے اسلئے اس موضوع پر قلم اٹھانے کی پہلے جرت نہ ہوئی مگر اثر ار بڑھنے پر کام کی اہمیت کے پیش نظر قلم اٹھانے کی ہمت ہوئی۔ اس سلسلے میں میں عزیزم مولوی منظور احمد (حال چنیر مین رضائے مصطفیٰ فاؤنڈیشن) اور فیاض احمد بیٹو صاحب کا اور دیگر اراکین فاؤنڈیشن کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب و اشاعت میں خاصی دلچسپی لی

اور اپنے قیمتی مشوروں سے ناچیز کونوازا۔

اس ناکارہ کو عالم فاضل ہونے کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے۔ علماء اسلام کی مختلف کتب سے بے دریغ خوشہ چینی کی ہے اور بس کوشش کی ہے کہ اچھی تزئین، آرائش و ترتیب کے ساتھ یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں پہنچے جسمیں زکوٰۃ کے بارے میں اہم (Relevant) مسائل کا احاطہ آسان انداز میں کیا جائے۔ یہ تو قارئین ہی بتا سکتے ہیں کہ یہ کوشش کتنی کامیاب رہی ہے، اگر اسمیں کوتاہیاں یا غلطیاں رہ گئی ہوں تو براہ کرم برائے اصلاح مطلع فرمائیں۔ اس کوشش کے پس منظر میں بندہ عاجز کا اپنا لالچ مضمحل ہے کہ زکوٰۃ کے احکام و مسائل دور دور تک مختلف لوگوں تک پہنچیں گے تو انشاء اللہ یہ میری نجات کے اندھیرے رستے کو اجالے کی روشن لکیر میں بدل دے گی۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

محتاج دعا

۷ ستمبر ۲۰۱۶ء

میر امتیاز آفریں

۴ ذوالحجہ ۱۴۳۷ھ

لیکچرر گورنمنٹ بائیسکینڈری اسکول زوہامہ چاڈورہ بڈگام

فاؤنڈر: رضائے مصطفیٰ فاؤنڈیشن

بروز بدھ

کانیر چاڈورہ بڈگام کشمیر 191113

موبائل: 9858064648

ای میل: imtiyazaafreen@yahoo.in

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام کا نظامِ زکوٰۃ۔۔۔ ایک تعارف

انسان نہ صرف روح کا نام ہے نہ فقط جسم کا بلکہ دونوں کے مجموعے کو انسان کہا جاتا ہے، اسی لئے نوعِ انسانی کا عالمگیر اور ابدی دین وہی ہو سکتا ہے جو روح اور جسم دونوں کے تقاضوں کو پورا کرے، جو دونوں کی نشوونما و بالیدگی کا ضامن ہو۔ دونوں میں باہمی کشمکش اور محاذ آرائی کو ختم کرنے اور ان میں ایسی ہم آہنگی پیدا کر دے کہ دونوں ایک ہی راہ پر ایک ہی منزل کی طرف رواں دواں رہیں۔ مذہب کے نام پر جو نظامہائے حیات اس وقت موجود ہیں وہ مادی نظامہائے فکر سے مات کھا چکے ہیں اور اپنے ماننے والوں سے یہ تقاضا نہیں کر سکتے کہ وہ بے راہروی کو چھوڑ دیں، ان کا مطالبہ صرف اتنا ہے کہ اس مذہب کا لیبل اپنے اوپر چسپاں کئے رکھیں اسکے بعد جو جی میں آئے کریں، شراب پیئیں، جوا کھیلیں، شبینہ کلبوں میں داد عیش دیں، ننگے ناچ ناچیں، سودی کاروبار کریں، جس طرح جی میں آئے غرباء، مساکین و دیگر ضرورت مندوں کا خون چوستے رہیں، مذہب کوئی مزاحمت نہیں کرے گا۔ دوسری طرف موجودہ دور کے مادی نظام کے نزدیک انسان کے انسانی و جذباتی پہلوؤں کی کوئی قدر و قیمت نہیں اور

سرمایہ داری و اشتراکیت، کے دو پاٹوں میں ساری انسانیت پستی چلی جا رہی ہے اور دم توڑ رہی ہے۔

اس ہنگامہ دارو گیر میں کہیں امید کی کرن نظر آتی ہے، تو وہ سرورِ کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد الرسول اللہ ﷺ کا لایا ہوا دینِ فطرت ہے جسے ہم دینِ اسلام کے نام سے پہچانتے ہیں، دیگر مذاہب کے برعکس اسلام ایک مکمل ضابطہٴ حیات ہے جو انسان کے جسمانی و روحانی دونوں پہلوؤں کو نظر میں رکھتا ہے۔ چونکہ اسلام دینِ فطرت ہے لہذا یہ صرف انسان کے روحانی پہلو کو ہی (address) نہیں کرتا بلکہ انسان کی معاشرتی، تہذیبی، معاشی، سیاسی، عمرانی، اور اقتصادی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ایک مکمل نظامِ حیات فراہم کرتا ہے۔ جسے سمجھنے اور نافذ کرنے کی ضرورت شاید جتنی پہلے تھی، آج کے دورِ انحطاط میں اس سے بھی کہیں زیادہ ہے۔

اسلام نوعِ انسان کو ترکِ معاش و ترکِ حرکت کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ حلال طریقے سے جا بجا کسبِ مال، اکتسابِ دولت اور حصولِ منفعت کی ترغیب دیتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتہ شروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ

(الجمعه: ۱۰)

یعنی پھر جب نماز ادا ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل (یعنی رزق) تلاش کیا کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: 'طلب الحلال واجب علی کل مسلم' یعنی رزق حلال تلاش کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ حرام معاش سے بچنے کی ترغیب دیتے ہوئے ایک اور مقام پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پیٹ میں حرام کا ایک لقمہ چلا جائے اس کی چالیس روز کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی نشوونما کے لئے زمین و آسمان سے اسکی ضروریات زندگی، خوراک، پوشاک اور سماجی و تمدنی کفالت کا ایک معقول انتظام کیا ہے اور اپنی مخلوق کو کسی بات میں کسی کا محتاج نہ رکھا لیکن ابتداءً خلق سے نسل انسانی کے دشمن شیطانی عناصر، خدا کے پیدا کئے ہوئے وسائل رزق پر غاصبانہ تسلط کئے ہوئے ہیں۔ ایک محدود و حقیر طبقہ روزی کے سرچشموں پر قابض ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ عام لوگوں کو بھی زندگی کی آسائش میسر ہو۔ اللہ کی رزق سے وہ بھی مستمع ہوں اور عزت و وقار سے زندہ رہیں۔

قرآنی نظام ربوبیت چونکہ ہر ضرورت مند کی ضرورت کا کفیل ہے لہذا جو مالدار لوگ اس نظام کے قیام میں رکاوٹ ڈالیں وہ ایک طرف اللہ کے دشمن ہیں اور دوسری طرف عام انسان کے بدخواہ۔ وہ اللہ کی نعمتوں پر قابض رہنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ سماج کے نچلے طبقوں کی عزت، آبرو، آزادی یہاں تک کہ انکی زندگی اور موت بھی انکے ہاتھوں میں گروی ہو۔ ہر ملک میں خواہ وہ معاشی طور پر ترقی یافتہ ہی کیوں نہ ہو، ایک طبقہ ایسا ضرور ہوتا ہے، جو بعض ناگزیر وجوہات کے باعث افلاس و تنگ دستی کا شکار ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کی کفالت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے صاحبِ حسنیّت لوگوں پر ڈالی ہے۔ اللہ نے جہاں اپنے بندوں کو اپنی عبادت کا حکم دیا ہے وہاں حاجت مند کی اعانت کرنے کا حکم بھی دیا ہے اور اس سے اسلام میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کا حسین امتزاج اور توازن پیدا ہو گیا ہے۔ اسلام کی نظر میں صرف رسوم عبادت کو بجالانا ہی نیکی نہیں بلکہ صدق دل سے ایمان لانا اور اللہ کی محبت کی خاطر رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور حاجت مندوں میں مال تقسیم کرنا حقیقی نیکی ہے۔ اسلام کے نیکی کے تصور کو اجاگر کرتے ہوئے اللہ کا ارشاد فرماتا ہے:

لِیْسَ الْبِرُّ اَنْ تُولُوْا قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنْ الْبِرُّ مَنْ اٰمَنَ

باللہ۔۔ الخ (البقرہ: ۱۷۷)

یعنی نیکی صرف یہی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق یا مغرب کی طرف پھیر لو بلکہ اصل نیکی تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور (اللہ کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائے، اور اللہ کی محبت میں (اپنا) مال قرابت داروں پر اور یتیموں پر اور محتاجوں پر اور مسافروں پر اور مانگنے والوں پر اور (غلاموں کی) گردنوں (کو آزاد کرانے) میں خرچ کرے، اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور جب کوئی وعدہ کریں تو اپنا وعدہ پورا کرنے والے ہوں اور سختی (تنگدستی) میں اور مصیبت (بیماری) میں اور جنگ کی شدت (جہاد) کے وقت صبر کرنے والے ہوں، یہی لوگ سچے ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔

سورہ مدثر میں اس موضوع کو ایک انوکھے پیرائے میں پیش کیا گیا ہے کہ اہل جنت اہل جہنم سے پوچھیں گے کہ انہیں کون سا جرم دوزخ میں لے گیا وہ جواب دیں گے: قالو لم نك من المصلين ولم نطعم المسكين یعنی ہم اس جرم کی پاداش میں دوزخ کا ایندھن بنائے گئے کہ ہم اپنے پروردگار کی جناب میں سجدہ نہیں کرتے تھے اور مساکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ گویا قرآن کی نظر میں نماز ادا نہ کرنا اور کسی غریب کی ضروریات زندگی کو پورا نہ

کرنا دونوں یکساں نوعیت کے گناہ ہیں۔

اسلام نے دوسروں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے احساق و قانون دونوں سے کام لیا ہے۔ قانون سازی کر کے زکوٰۃ کی صورت میں نقد اور عشر کی صورت میں زمین سے پیدا ہونے والی اجناس پر مقررہ و متعین شرح سے آمدنی کا ایک حصہ صاحب ثروت لوگوں سے لے کر ضرورت مندوں کی کفالت کا بندوبست کیا اور یہ کام اسلامی حکومت کے اولین فرائض میں شامل کر دیا ہے۔ چونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِينَ ان مَكْنَهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ وَامْرُوْا
لِمَعْرُوْفٍ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ط (الحج: ۴۱)

ترجمہ: (یہ اہل حق) وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دے دیں (تو) وہ نماز (کا نظام) قائم کریں اور زکوٰۃ کی ادائیگی (کا انتظام) کریں اور (پورے معاشرے میں نیکی اور) بھلائی کا حکم کریں اور (لوگوں کو) برائی سے روک دیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تو خدمن اغنیائہم فترد علی فقرائہم یعنی زکوٰۃ ان کے امیروں سے لی جائے اور ان کے غریبوں پر لوٹا دی جائے۔ دوسری طرف اسلام نے اخلاق سے کام لے کر جا بجا محروم طبقات کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے نفلی صدقات کی بھی

ترغیب دی ہے: ارشاد فرمایا:

وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ (البقرہ: ۲۱۹) ترجمہ: اور (یا رسول اللہ) یہ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا (راہِ خدا) میں خرچ کریں، آپ فرمادیجئے جو کچھ بھی ضرورت سے بچ جائے۔ ایک اور مقام پر فرمایا: وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ (الذاریات: ۱۹) یعنی اور انکے مالوں میں حق ہے مانگنے والے کا اور محروم (سب حاجت مندوں) کا۔

’مالداروں کے مالوں میں غریبوں کا حق ہے‘ کہہ کر بتادیا کہ ضرورت مند کو لینے میں شرم نہیں کرنی چاہئے اور مالدار کو دینے میں یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہ سائل پر کوئی احسان کر رہا ہے۔ وہ اپنا حق لے رہا ہے اور یہ اپنا فرض نبا رہا ہے۔

رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا (رواہ البیہقی) قریب ہے کہ غریبی کفر ہو جائے، یعنی غریبی انسان کو اس قدر توڑ کر رکھ دے گی کہ انسان حصولِ مال کے لئے کفر جیسا گناہ بھی اختیار کرنے پر آمادہ ہو جائے گا۔ جارج برنارڈ شا نے لکھا ہے:

'The greatest of our evils and the worst of our crimes is poverty, and that our first duty to which every other consideration should be sacrificed is not to be poor.'

یعنی دنیا کی سب سے بڑی بُرائی اور ہمارا سب سے بڑا جرم غریبی ہے اور ہماری پہلی اور سب سے اہم ذمہ داری غریبی سے چھٹکارا پانے کی ہونی چاہئے۔

اسی غریبی کا ناجائز فائدہ اٹھا کر مختلف عیسائی مشنریاں (Christian Missionaries) دنیا بھر میں بالعموم اور وادی کشمیر میں بالخصوص لوگوں کو پیسہ دے کر انہیں بے دین بناتے ہیں اور نہ جانے کتنے لوگ غریبی سے چھٹکارا پانے کے لئے اپنا ایمان تک بیچ دیتے ہیں جس کے بارے میں مختلف واقعات ہم اکثر سنتے رہتے ہیں۔ اگر اسلام کا عادلانہ نظام زکوٰۃ لاگو کیا جائے تو کوئی انہیں گمراہ نہ کر سکے گا اور اسکے ثمرات سے غیر مسلم بھی متاثر ہو کر اسلام کے دائرے میں داخل ہو سکتے ہیں۔

ارکان اسلام میں زکوٰۃ نماز کے بعد دوسرا اہم ترین رکن ہے۔ قرآن میں ۸۲ مقامات پر زکوٰۃ ادا کرنے کا تاکید حکم آیا ہے اور ۳۲ مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کا ذکر یکجا کیا گیا ہے جس سے اسلام میں زکوٰۃ کی اہمیت اور مقام کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ جس طرح نماز حقوق اللہ کی ادائیگی کی سب سے اہم کڑی ہے اسی طرح حقوق العباد میں یہی حیثیت زکوٰۃ کو حاصل ہے۔

زکوٰۃ کے معنی پاکیزگی اور صفائی کے ہیں، اپنے مال سے بخوشی خدا کا حقد نکالنے سے مال بھی پاک ہو جاتا ہے اور آدمی کا اپنا نفس بھی خود غرضی، دنیا پرستی اور مادہ پرستی سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کے دورِ خلافت میں جب بعض قبائل نے بیت المال میں زکوٰۃ جمع کرنے سے انکار کر دیا تو آپؐ نے ان سے تب تک جنگ کرنے کا فیصلہ کیا جب تک وہ اسی طرح زکوٰۃ ادا نہیں کرتے جس طرح دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ادا کیا کرتے تھے۔ حالانکہ وہ لوگ نماز پڑھتے تھے اور اسلام کا اقرار بھی کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کی قسم نماز اور زکوٰۃ کے درمیان جو لوگ فرق کریں گے، میں ضرور ان کے خلاف جہاد کروں گا، پھر تمام صحابہ کرام نے اس نظرے کو قبول کیا اور اس پر سب کا اجماع ہو گیا۔

قرآن و حدیث کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام میں ساری نیکیوں کی حثیت نماز اور زکوٰۃ کو حاصل ہے۔ دوسری نیکیاں انہیں دو بڑی نیکیوں کے تحت ہیں۔ غور کیجئے تو ایک آدمی کے اللہ کا پیارا بندہ بننے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ ایک اس چیز کی کہ وہ اپنے رب سے ٹھیک ٹھیک جڑ جائے اور دوسری چیز یہ کہ خلق (یعنی لوگوں) کے ساتھ اس کا تعلق

صحیح بنیاد پر قائم ہو جائے۔ نماز انسان کو اپنے رب سے صحیح طور پر جوڑ دیتا ہے اور زکوٰۃ و انفاق سے خلق سے اس کا تعلق صحیح بنیاد پر استوار ہو جاتا ہے۔ ایک شخص اپنے رب کے حقوق ادا کرتا ہے اور خلق کے حقوق پہچانتا ہے تو وہ تمام نیکیوں کی چابی پالیتا ہے۔ ان ہی دو عبادات کی مدد سے وہ دوسری ساری نیکیوں کے دروازے بھی کھول لیتا ہے اور دیگر اعمال کو اختیار کر لینا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔

زکوٰۃ اسلام کے اقتصادی نظام (Economic System) میں ریڑھ کی ہڈی (backbone) کی حیثیت رکھتی ہے۔ زکوٰۃ کے حکم کے پیچھے یہ فلسفہ کارفرما ہے کہ اسلامی حکومت پورے معاشرے کو ایسا اقتصادی و معاشی نظام، طرز زندگی اور سماجی ڈھانچہ مہیا کرے جس سے حرام کمائی کے راستے مسدود ہو جائیں اور رزقِ حلال کے دروازے کھلتے چلے جائیں۔ اس لئے اسلام نے ہر صاحب مال پر یہ فریضہ عائد کیا ہے کہ وہ سالانہ بنیادوں پر اپنے جمع شدہ اموال پر اڑھائی فی صد ((2.5% کے حساب سے مال نکال کر اجتماعی طور پر بیت المال میں جمع کرادے تاکہ وہ اس سے معاشرے کے پس ماندہ اور محتاج افراد کی ضروریات پوری کرنے پر صرف کر سکے۔ اس شرح سے اگر سب مالدار اپنے سال بھر کے اندوختہ مال سے

اپنا اپنا حصہ نکالتے رہیں تو اس طرح نہ صرف ان کی کمائی حلال اور ان کا مالِ حق و متاعِ آلائشوں سے پاک و صاف ہو جائے گا بلکہ معاشرے میں پائی جانے والی معاشی ناہمواریاں (Inequalities) بھی از خود دور ہوتی رہیں گی۔ دورِ حاضر کے سرخسٹیل ماہر اقتصادیات (Top Economists) نے تسلیم کیا ہے کہ اگر اسلام کا نظامِ زکوٰۃ عملاً نافذ کیا جائے تو جلد ہی دنیائے اسلام سے افلاس و غربت کا خاتمہ ہو جائے۔ یہ اسلام کے نظامِ زکوٰۃ کا ہی فیضان تھا کہ دورِ حضرت عمر فاروقؓ میں زکوٰۃ ادا کرنے والے تو ملتے تھے مگر زکوٰۃ لینے والے مشکل سے ملتے تھے اس قدر غربت کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ لہذا اگر آج بھی زکوٰۃ کا نظامِ تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں نافذ کیا جائے تو کچھ بعید نہیں کہ مسلم سماج سے غربتی و لاچاری کا خاتمہ ہو جائے اور وہ مصطفوی و معاشی انقلاب پھر سے بھرپا ہو جائے جس سے ہر فرد و بشر کو امن و سکون کی زندگی میسر ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ امتِ مسلمہ کو اسلام کے مقدس و بابرکت نظامِ زکوٰۃ کو عملی طور نافذ کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

لفظ زکوٰۃ کا لغوی و شرعی معنی

لغوی معنی (Dictionary Meaning) :

زکوٰۃ کا لغت میں معنی ہے 'بڑھنا' جیسا کہ عربی میں کہا جاتا ہے 'زکا الزرع' یعنی کھیتی بڑھ گئی اور اس کا دوسرا معنی ہے 'پاکیزہ ہونا' جیسا کہ قرآن مجید میں ہے قد افلح من تزكى (اعلیٰ: ۱۲) ترجمہ: بے شک وہ کامیاب ہوا جس نے اپنے نفس کو پاک کیا۔

چونکہ زکوٰۃ دینے سے مال میں برکت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ بڑھ جاتا ہے اور اس سے مال جیسا کہ حدیث میں آیا ہے پاکیزہ ہو جاتا ہے اسی لئے یہی لفظ قرآن پاک میں استعمال ہوا ہے۔

شرعی معنی (Legalistic Meaning) :

زکوٰۃ کا شرعی معنی ہے 'جب نصاب کی مقدار پر ایک سال گزر جائے تو اس مال میں سے ایک حصہ غیر ہاشمی فقیر کو دے دیا جائے، اگر سونا، چاندی یا نقد روپیہ ہو تو اس میں سے چالیسواں حصہ دیا جائے۔'
زکوٰۃ کی حکمتیں یہ ہیں، مسلمان گناہوں کے میل سے اور بخل سے پاک ہو جاتا ہے، اس کا آخرت میں درجہ اور قرب بلند ہو جاتا ہے اور ضرورت مندوں کے ساتھ حسن سلوک ہوتا ہے۔

(نعمت الباری فی شرح بخاری ۵۹۴: ۳)

اہمیتِ زکوٰۃ

آیاتِ قرآنی

۱۔ یا ایہا الذین آمنوا انفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتى یوم لا بیع فیہ ولا خلة ولا شفاعة والكافرون هم الظالمون۔ (البقرہ: 254)

اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ کوئی حسرید و فروخت ہوگی اور (کافروں کے لئے) نہ کوئی دوستی (کا رآمد ہوگی) اور نہ (کوئی) سفارش، اور یہ کفار ہی ظالم ہیں۔

۲۔ مثل الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مئة حبة واللہ یضاعف لمن یشاء واللہ واسع علیم۔

الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منا ولا اذى لہم اجرہم عند ربہم ولا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔

(البقرہ: 261, 262)

جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اُگیں (اور پھر) ہر بالی میں سودا نے

ہوں (یعنی سات سو گنا اجر پاتے ہیں)، اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے
 (اس سے بھی) اضافہ فرما دیتا ہے، اور اللہ بڑی وسعت والا خوب جاننے
 والا ہے۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر اپنے خرچ کئے کے
 پیچھے نہ احسان جتلاتے ہیں اور نہ اذیت دیتے ہیں ان کے لئے ان کے رب
 کے پاس ان کا اجر ہے اور (روزِ قیامت) ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ
 غمگین ہوں گے۔

۳۔ یا ایہا الذین امنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم و ممّا اخرجنا لکم
 من الارض ولا تیمموا الخبیث منه تنفقون ولاستم باخذیہ الا ان
 تغمضو فیہ واعلموا ان اللہ غنی حمید۔ (البقرہ: 267)

اے ایمان والو! ان پاکیزہ کمائیوں میں سے اور اس میں سے جو ہم نے
 تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا کرو اور اس
 میں سے گندے مال کو (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے کا ارادہ مت کرو کہ
 (اگر وہی تمہیں دیا جائے تو) تم خود اسے ہرگز نہ لو سوائے اس کے کہ تم اس
 میں چشم پوشی کر لو، اور جان لو کہ بیشک اللہ بے نیاز لائقِ ہر حمد ہے۔

۴۔ والذین یکنزون الذهب والفضۃ ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ

فبشرهم بعذاب الیم۔ (التوبہ: 32)

اور جو لوگ سونا اور چاندی کا ذخیرہ کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، تو انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیں۔

۵۔ خذ من اموالہم صدقة تطہرہم و تزکیہم بہا و صل علیہم ان صلاتک سکن لہم واللہ سميع علیم۔ (التوبہ: 103)

(یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان کے اموال میں سے صدقہ (زکوٰۃ) وصول کیجئے کہ آپ اس (صدقہ) کے باعث انہیں (ایمان و مال کی پاکیزگی سے) برکت بخش دیں اور ان کے حق میں دعا فرمائیں، بیشک آپ کی دعا ان کے لئے (باعث تسکین) ہے، اور اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

۶۔ وجعلناہم ائمة یہدون بامرنا و اوحینا الیہم فعل الخیرات و اقام الصلوة و ایتاء الزکاة و کانوا لنا عابدین۔ (الانبیاء: 73)

اور ہم نے انہیں (یعنی پیغمبروں کو انسانیت کا) پیشوا بنا دیا وہ (لوگوں کو) ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کی طرف اعمال خیر اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے (کے احکام) کی وحی بھیجی اور وہ سب ہمارے عبادت گزار تھے۔

۷۔ ارایت الذی یکذب بالذین۔ فذالک الذی یدع الیتیم۔ ولا

يَحْضُ عَلَى طَعَامِ الْمَسْكِينِ - فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ - الَّذِينَ هُمْ إِنْ صَلَّاهُمْ

تَهُمُ سَاهُونَ - الَّذِينَ هُمْ يَرَاوُنَ - وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ - (الماعون: ۷)

کیا آپ نے اُس شخص کو دیکھا جو دین کو جھٹلاتا ہے۔ تو یہ وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ (یعنی یتیموں کی حاجات کو رد کرتا اور انہیں حق سے محروم رکھتا ہے)۔ اور محتاج کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا (یعنی معاشرے سے غریبوں اور محتاجوں کے معاشی استحصال کے خاتمے کی کوشش نہیں کرتا)۔ پس افسوس (اور خرابی) ہے اُن نمازیوں کے لئے۔ جو اپنی نماز (کی روح) سے بے خبر ہیں (کیونکہ وہ خالق کی رسمی بندگی بجالاتے ہیں اور پسپائی ہوئی مخلوق سے بے پرواہی برت رہے ہیں)۔ اور وہ برتنے کی معمولی چیز بھی مانگے نہیں دیتے۔

ترجمہ: عرفان القرآن لدکتور محمد طاہر القادری

احادیثِ نبویہ علیٰ صاحبہا علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف بھیجا، پس فرمایا: اُن کو دعوت دو کہ وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔ پس اگر وہ اسکی اطاعت کر لیں تو پھر ان کو یہ خبر دو کہ اللہ نے ان پر ہر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر وہ اسکی اطاعت کر لیں تو پھر ان کو یہ خبر دو کہ اللہ نے ان کے مالوں میں ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالدار لوگوں سے لی جائے گی اور اُنکے غریبوں پر لوٹا دی جائے گی۔

(صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ)

۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! میں بیمار ہوا اور تو نے میری بیمار پرسی نہیں کی۔ بندہ عرض کرے گا: اے پروردگار! میں نے تیری بیمار پرسی کیسے کرتا جبکہ تو خود تمام جہانوں کا پالنے والا ہے؟ ارشاد ہوگا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور تو نے اسکی مزاج پرسی نہیں کی۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اسکی بیمار پرسی کرتا تو مجھے اس کے پاس موجود پاتا؟ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا اور تو نے مجھے کھانا نہیں

کھلایا۔ بندہ عرض کرے گا: اے پروردگار! میں تجھے کیسے کھلاتا جبکہ تو خود تمام جہانوں کا پالنے والا ہے؟ ارشاد ہوگا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے اسے نہیں کھلایا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اسے کھلاتا تو اس کا ثواب میری بارگاہ سے پاتا؟ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ بندہ عرض کرے گا: اے پروردگار! میں تجھے پانی کیسے پلاتا جبکہ تو خود تمام جہانوں کا پالنے والا ہے؟ ارشاد ہوگا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے اسے پانی نہیں پلایا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تو اسے پانی پلاتا تو اس کا ثواب میری بارگاہ سے پاتا؟ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ)

۳۔ حضرت ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن آدم! تیرے لئے ضرورت سے زائد چیز کا خرچ کرنا بہتر ہے اور (ضرورت سے زائد اپنے پاس) روکے رکھنا تیرے لئے برا ہے، اور بقدر ضرورت (اپنے پاس) رکھنے پر تجھے کچھ ملامت نہیں اور پہلے ان پر خرچ کرو جو تمہارے زیر کفالت ہیں اور اوپر کا ہاتھ (یعنی دینے والا ہاتھ) نیچے کے ہاتھ (یعنی لینے والے ہاتھ) سے بہتر ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ)

۳۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی اُس مال کا شر اس سے جاتا رہا۔ (ابن خزیمہ)

۴۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو تو نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ اور جو شخص حرام مال جمع کرے گا پھر اسے صدقہ کر دے، اسے اس صدقہ کا کوئی ثواب نہیں ملے گا بلکہ اس کا بوجھ اس پر ہوگا۔ (ابن خزیمہ)

۵۔ حضرت حسن بصریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے مال و دولت کو زکوٰۃ کے ذریعے بچاؤ، اپنی بیماریوں کا علاج صدقہ و خیرات کے ذریعے کرو اور دعا و گریہ و زاری کے ذریعے مصیبت کی لہروں کا سامنا کرو۔ (ابوداؤد: کتاب المراسیل)

۶۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔ (ترمذی، کتاب الزکوٰۃ)

۷۔ حضرت اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی

راہ میں خرچ کرتی رہو اور گنہگار مت، اگر تم اسکی راہ میں گن گن کر دو گے تو وہ بھگد
حساب سے ہی دے گا اور دولت کو بند کر کے نہ رکھنا ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تم پر
اپنا خزانہ بند کر دے گا لہذا جتنا ہو سکے راہِ خدا میں خرچ کرتی رہنا۔

(صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ)

۸۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے
شک صدقہ اور صلہ رحمی سے اللہ تعالیٰ عمر بڑھاتا ہے، بری موت دفع فرماتا
ہے اور غموں اور پریشانیوں کو دور فرماتا ہے۔ (مسند ابی یعلیٰ)

۹۔ حضرت عمرو شعیبؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک خاتون اپنی لڑکی کو لے
کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس لڑکی کے ہاتھوں
میں سونے کے موٹے اور بھاری کنگن تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم
اسکی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے جواب دیا نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:
کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ قیامت کے دن اسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہیں آگ
کے کنگن پہنائے؟ اس لڑکی نے وہ دونوں کنگن اتارے اور رسول اللہ
ﷺ کے سامنے ڈال دئے اور عرض کیا کہ یہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ
کے لئے ہیں۔ (ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ)

۱۰۔ حضرت سمرہ بن جندبؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا

حکم تھا کہ ہم ہر اس چیز سے زکوٰۃ نکالیں جو تجارت کے لئے مہیا کی گئی ہو۔ ۷۱-
(ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ)

۱۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو اللہ نے دولت عطا فرمائی اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو وہ دولت قیامت کے دن اس آدمی کے سامنے ایسے زہریلے سانپ کی شکل میں آئے گی جس کے زہریلے پن سے اسکے بال جھڑ چکے ہوں گے، اسکی آنکھوں کے اوپر دو سفید نقطے ہوں گے پھر وہ سانپ اس (بخیل) کے گلے کا ہار بنایا جائے گا، وہ اسکی دونوں باجھیں پکڑے گا اور (کاٹے گا) کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں، پھر آپ ﷺ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی: (ال عمران: ۱۸۰)

ترجمہ: جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے نوازا ہے اور پھر وہ بخیل سے کام لیتے ہیں، وہ اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخیلی ان کے لئے اچھی ہے، یہ تو ان کے حق میں نہایت بری ہے، جو کچھ وہ اپنی کنجوسی سے جمع کرتے ہیں وہی قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق بن جائے گا۔

الاثار و اقوال

۱۔ حضرت امام حسنؑ بیان فرماتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو سب کو مالدار بناتا اور تم میں کوئی غریب نہ ہوتا لیکن وہ تم میں سے بعض کو بعض کے ذریعے آزماتا ہے۔ (احیاء العلوم الدین لامام الغزالی علیہ السلام جلد ۱)

۲۔ حضرت عروہؑ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے پچاس ہزار درہم اللہ کی راہ میں صدقہ کئے اور آپ کی قمیص پر پیوند لگے ہوئے تھے۔

(احیاء العلوم الدین لامام الغزالی علیہ السلام جلد ۱)

۳۔ ایک روز ایک سائل نے حضرت امام حسنؑ سے عرض کیا کہ اس پر چار سو درہم کا قرض ہے، حضرت امامؑ نے اسے چار سو درہم دئے اور گھر میں رونے لگے، جب لوگوں نے انہیں رونے کی وجہ پوچھی تو فرمایا میرے ہوتے ہوئے اسے مانگنے کی ضرورت کیوں پڑی۔

(کشف المحجوب)

۴۔ مستحق اور غیر مستحق میں تمیز کرنے کے بغیر ہی اللہ کی محبت میں خرچ کرو تاکہ اللہ تمہیں وہ سب عطا کرے جس کے تم مستحق ہو اور وہ سب بھی جس کے تم مستحق نہیں۔ (پیران پیر شیخ سید عبدالقادر جیلانی)

۵۔ انسان تب تک مومن نہیں بن سکتا جب تک اس میں موجود نہ ہو:

آفتاب جیسی شفقت، سمندروں جیسی سخاوت اور زمین جیسی نرمی و ندامت۔

(حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری)

۶۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ہمارے استاد امام حاکم کے چہرے پر پھوڑے نکلے، طرح طرح کے علاج کئے، نہ گئے، قریب ایک سال اسی حال میں گزرا، انہوں نے ایک جمعہ کو امام ابو عثمان صابونی سے انکی مجلس میں دعا کی درخواست کی جو کہ ایک ولی اللہ تھے، امام نے دعا فرمائی اور حاضرین نے بکثرت آمین کہی۔ دوسرا جمعہ ہوا کسی خاتون نے ایک رقعہ مجلس میں ڈال دیا، اسمیں لکھا تھا کہ میں پچھلے جمعہ اپنے گھر پلٹ کر گئی اور رات کو امام حاکم کے لئے دعا میں کوشش کی۔ خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی گویا مجھے ارشاد فرماتے ہیں: ابو عبد اللہ (یعنی امام حاکم) سے کہو مسلمانوں پر پانی کی وسعت کرے، امام بیہقی فرماتے ہیں: میں وہ رقعہ لے کر اپنے استاد امام حاکم کے پاس گیا، انہوں نے اپنے دروازے کے پاس ایک پانی کا حوض بنوایا، جب بن چکا اسمیں پانی بھر دیا، اسمیں برف ڈالی اور لوگوں نے پینا شروع کیا، ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ شفا ظاہر ہوئی اور پھوڑے جاتے رہے، چہرہ ٹھیک ہو گیا، اسکے بعد برسوں زندہ رہے۔

(اہمیت زکوٰۃ و فوائد صدقات از امام احمد رضا قادری)

زکوٰۃ ادا کرنے کے روحانی فوائد

تعلیماتِ اولیاء و صوفیاء کی روشنی میں

زکوٰۃ کے روحانی فوائد و اسرار پر روشنی ڈالتے ہوئے حجتہ الاسلام امام ابو حامد غزالیؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب 'کیمیائے سعادت' میں لکھتے ہیں:

زکوٰۃ ادا کرنے میں تین فوائد ہیں:

پہلا فائدہ:

بندوں کو خدا کی محبت کا حکم ہے، کوئی مسلمان ایسا نہیں جو خدا کے ساتھ محبت کا دعویٰ نہ کرتا ہو تو اس محبت کو آزمانے کے لئے آدمی کو حق تعالیٰ نے مال سے آزمایا اور فرمایا کہ اگر تو میری دوستی میں سچا ہے تو اپنے ایک معشوق کو مجھ پر فدا کرتا کہ تو اپنا درجہ میری دوستی میں پہچانے۔ تو جو لوگ اس تہہ تک پہنچے اور یہ بھید سمجھ گئے۔ ان کے تین درجے ہو گئے:

پہلا درجہ صدیقیوں کا ہے کہ جو کچھ اپنے پاس رکھتے ہیں سب اس پر نثار کر دیتے ہیں جس طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا سارا مال لے آئے۔ آپؐ نے استفسار فرمایا کہ اے صدیقؓ! اپنے بچوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ عرض کی ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہے۔

’پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس

صدیق کیلئے ہے خدا کا رسولؐ بس

بعض نے اپنا آدھا مال راہِ خدا میں دیا جس طرح حضرت عمر فاروقؓ

نصف مال لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

پوچھا فاروقؓ بچوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ عرض کی کہ اسی قدر جس قدر

یہاں حاضر ہے تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں کے درجوں میں بھی اتنا

ہی فرق ہے جتنا تم دونوں کے کلام میں۔

دوسرے درجے پر وہ نیک بندے ہیں جنہوں نے اپنا مال یکبارگی

خرچ نہ کیا کہ اسکی قدرت نہ رکھتے تھے، صرف زکوٰۃ پر کفایت کی، مگر جو بھی

محتاج ان کے پاس پہنچا اسے اپنے اہل و عیال کے برابر رکھا اور خبر گیری

کی۔

تیسرے درجے پر وہ لوگ ہیں جو اس سے زیادہ طاقت نہیں رکھتے کہ

دو سو درہم میں سے پانچ درہم (یعنی چالیسواں حصہ) بطور زکوٰۃ سے زیادہ

دیں۔ انہوں نے فقط فرض پر اکتفا کی اور فقیروں پر احسان نہ جتایا اور یہی

آخری درجہ ہے۔

دوسرا فائدہ:

دوسرا فائدہ بخل کی نجاست سے دل پاک کرنا ہے۔ زکوٰۃ بخل کی ناپاکی کو دلہ سے دور کرتی ہے اور زکوٰۃ اس پانی کی مانند ہے جس سے نجاست صاف ہو جاتی ہے اور اسی وجہ سے زکوٰۃ و صدقہ کا مال رسول اللہ ﷺ اور آپ کی اہل بیت پر حرام ہے۔

تیسرا فائدہ:

تیسرا راز شکرِ نعمت ہے کیونکہ مال دنیا و آخرت میں مسلمان کیلئے راحت کا سبب ہے۔ تو جس طرح نماز، روزہ، حج نعمتِ بدن کا شکر ہے اسی طرح زکوٰۃ نعمتِ مال کا شکر ہے۔ تاکہ جب آدمی اپنے آپ کو مال ہونے کے باوجود بے پرواہ دیکھے اور دوسرے مسلمان بھائی کو جو اسی کی مانند ہے، پریشان اور عاجز پائے تو اپنے دل میں کہے کہ یہ بھی تو میری طرح خدا کا بندہ ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ مجھے اس نے اس کا محتاج نہ بنایا اور اُسے ہی میرا محتاج کیا، مجھے اس کے ساتھ مہربانی اور احسان کرنا چاہئے اور ہو سکتا ہے کہ اسمیں میری آزمائش ہو۔ اگر میں اسکی مدد میں کوتاہی کروں تو ایسا نہ ہو کہ خدا مجھے اسی کے جیسا بنادے اور اُسے میرے جیسا کر دے کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

زکوٰۃ ادا کرنے کے سات آداب

- ۱۔ زکوٰۃ ادا کرنے میں جلدی کرے کہ زندگی کا بھروسہ نہیں۔
- ۲۔ کسی سائل کو اعلانیہ نہ دے کہ اسمیں ریاکاری کا اندیشہ ہے۔
- ۳۔ زکوٰۃ ایک بار دینی ہو تو سال کے شروع میں (یعنی محرم میں) ادا کرے۔
یا افضل مہینے یعنی رمضان المبارک میں ادا کرے۔
- ۴۔ دوسرے مسلمانوں کو بھی ترغیب اور شوق دلانے کیلئے (بیت المال میں اعلانیہ جمع کرے بشرطیکہ ریا کا خدشہ نہ ہو۔
- ۵۔ احسان جتا کر اور لوگوں کو ستا کر یا عار دلا کر صدقے کا ثواب ضائع نہ کرے۔
- ۶۔ اس لالچ یا امید پر کسی کو نہ دے کہ وہ میری پہلے سے زیادہ عزت کرے گا اور دور سے سلام کیا کرے گا۔
- ۷۔ حلال اور سب سے اچھا مال بطور زکوٰۃ ادا کرے۔

احکام و مسائل

زکوٰۃ واجب ہونے کی ۷ شرطیں

۱۔ مسلمان ہونا: غیر مسلم پر زکوٰۃ واجب نہیں۔
 ۲۔ صاحبِ نصاب ہونا: یعنی اتنے مال و متاع کا مالک ہونا جس پر شریعت نے زکوٰۃ واجب کر دی ہے۔

۳۔ نصاب کا ضرورتِ اصلیہ سے زائد ہونا: ضرورتِ اصلیہ سے مراد وہ بنیادی ضرورتیں ہیں، جن پر آدمی کی حیات اور عزت و آبرو کا دار و مدار ہو جیسے کھانا، پینا، پہننا، لباس، رہنے کا مکان، پیشہ ور آدمی کے اوزار اور مشین، موٹر کار وغیرہ

۴۔ مقروض نہ ہونا: کسی شخص کے پاس بقدرِ نصاب مال تو ہے لیکن اس پر دوسروں کا قرضہ بھی ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ ہاں اگر مال اتنا ہو کہ قرضہ ادا کرنے کے بعد بھی بقدرِ نصاب بچ جائے تو ایسے شخص پر زکوٰۃ واجب ہے۔

۵۔ مال پر پورا سال گزرنا: مال پر سال گزر جائے تب ہی زکوٰۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں۔ اگر شروع سال میں نصاب پورا تھا اور آخر سال میں بھی نصاب پورا رہا، درمیان سال میں کچھ دنوں کے لئے مال گھٹ کر نصاب سے کم رہ گیا تو یہ کمی کچھ اثر نہ کرے گی، بلکہ اس شخص کو پورے مال کی زکوٰۃ دینی پڑے گی۔

۶۔ عاقل ہونا: دیوانہ اور مجنون پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

۷۔ بالغ ہونا: نابالغ بچے پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

(آسان فقہ از مولانا محمد یوسف اصلاحی ۲: ۴۰۰)

زکوٰۃ کن شرائط پر ادا ہوگی؟

زکوٰۃ تب ہی ادا ہوگی جب اسمیں ان 6 شرطوں کا خیال رکھا جائے گا۔

۱۔ مسلمان ہونا: غیر مسلم کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

۲۔ زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت کرنا۔

۳۔ مالک بنانا: جسے زکوٰۃ دی جا رہی ہو اُسے اس کا مالک بنانا ضروری ہے۔

چاہے زکوٰۃ کسی مستحق کو دی جائے یا بیت المال میں جمع کی جائے، مستحق یا

زکوٰۃ جمع کرنے والے ادارے کو مالک بنانا ضروری ہے۔

۴۔ مقررہ مدتوں میں خرچ کرنا: زکوٰۃ صرف کسی کو دینے سے ادا نہیں ہوتی

بلکہ صرف کرنے کی جو مدیں قرآن نے بیان کی ہیں (جن کی تفصیل

’مصارف زکوٰۃ‘ میں آگے آئے گی) اُن میں ہی خرچ کرنا ضروری ہے۔

۵۔ بالغ ہونا: نابالغ بچے کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

۶۔ عاقل ہونا: دیوانہ اور مجنون کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

وہ چیزیں جن پر زکوٰۃ نہیں

۱۔ رہنے کے مکان پر ۲۔ موتی، یاقوت دیگر جواہرات پر ۳۔ آبپاشی اور کھیتی باڑی کے جانوروں پر

۴۔ آلات پیداوار پر ۵۔ کارخانے کی عمارت اور مشینوں پر ۶۔ ذاتی استعمال کے مویشی پر

۷۔ موٹر سائیکل، کار ۸۔ پہننے کے کپڑوں وغیرہ پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔
ہاں اگر ان میں سے کوئی چیز تجارت کی غرض سے رکھی جائے اور اس سے آمدنی بھی ہو رہی ہو تو ایسی صورت میں تجارتی سامان کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

وہ اموال جن پر زکوٰۃ فرض ہے

1۔ سونا اور چاندی (نقدی)

2۔ سامان تجارت

4۔ مویشی

3۔ زرعی پیداوار

5۔ کان اور دبے ہوئے خزانے

نصاب اور شرح زکوٰۃ کی تفصیل

نصاب: جن اموال پر زکوٰۃ فرض ہے ان کی شریعت نے خاص مقدار مقرر کر دی ہے۔ جب کسی کے پاس مقررہ مقدار پوری ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے۔ اس مقدار کو 'نصاب' کہتے ہیں۔

تفصیل

1۔ سونا اور چاندی (نقدی)

(a) سونا (Gold): سونے کا نصاب = ساڑھے سات تولہ =

87 گرام (اسلامی فقہ از مجیب اللہ ندوی)

شرح = 2.5% (یعنی چالیسواں حصہ)

یعنی اگر کسی کے پاس 87 گرام سے کم سونا ہو تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں لیکن اگر 87 گرام یا اس سے زیادہ ہو اور اس پر سال گزر جائے تو اس سب پر اڑھائی فیصد (2.5%) کی شرح (Rate) پر زکوٰۃ فرض ہے۔

Gold Rate = 2980 Rupees Per Gram on

29-06-2016

$$\text{Nisaab} = 2980 \times 87 = 259260$$

مثال:

مثلاً اگر کسی کے پاس 100 گرام سونا ہے چونکہ یہ 87 گرام نصاب سے زیادہ ہے اسلئے اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اب مالک 100 گرام سونے کی بازار میں قیمت معلوم کرے جو مثال کے طور پر 29 جون 2016 کو 298000 روپے بنتی ہے۔

اب اس رقم کا 2.5% نکالنا ہوگا جو زکوٰۃ کی واجب الادا رقم ہوگی۔

$$298000 \times 2.5\% = 7450$$

لہذا 100 گرام سونے پر سات ہزار چار سو پچاس روپے زکوٰۃ واجب الادا ہیں۔

(b) چاندی (Silver): چاندی کا نصاب = ساڑھے باون تولہ =

612 گرام (اسلامی فقہ از مجیب اللہ ندوی)

یعنی اگر کسی کے پاس 612 گرام سے کم چاندی ہو تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں لیکن اگر 612 گرام یا اس سے زیادہ ہو اور اس پر سال گزر جائے تو اس سب پر اڑھائی فیصد (2.5%) کی شرح (Rate) پر زکوٰۃ فرض ہے۔

(c) کاغذی کرنسی اور سکے (Currency and Coins):

اگر کسی شخص کے پاس سونا، چاندی نہ ہو، نہ مال تجارت ہو بلکہ صرف نوٹ یعنی کاغذی کرنسی یا سکے ہوں تو کم سے کم اتنے روپے، پیسے اور نوٹ ہوں کہ بازار میں ان سے ساڑھے باون تولہ (612 گرام) چاندی یا ساڑھے سات تولہ (87 گرام) سونا خریدا جاسکتا ہو تو وہ صاحب نصاب ہے اور اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اب جتنی بھی رقم اسکے پاس ہو چاہے گھر میں ہو یا بینک میں اس کا چالیسواں حصہ ((2.5% بطور زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

اگر ساڑھے باون تولہ (612 گرام) چاندی یا ساڑھے سات تولہ (87 گرام) سونے سے کم ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

اکثر علماء کرام چاندی کو ہی روپے کے لئے معیار مقرر کرتے ہیں چونکہ چاندی سونے کے مقابلے میں سستی ہے اور اسے معیار بنانے میں غرباء و مساکین کا زیادہ فائدہ ہے۔

مثال:

مثلاً اگر کسی شخص کے پاس ایک لاکھ (100000) روپے ہوں تو وہ پہلے بازار جائے اور 612 گرام چاندی کی قیمت معلوم کرے جو مثال کے طور پر 29 جون 2016 کو 26928 روپے بنتی ہے۔

Silver Rate=44 Rupees Per Gram on

29-06-2016

$$\text{Nisaab}=44 \times 612 = 26928$$

ایک لاکھ روپے چونکہ 26928 روپے سے بڑی رقم ہے اسلئے اس رقم پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اب اس رقم پر اڑھائی فیصد (2.5%) کی شرح سے زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

$$100000 \times 2.5\% = 2500$$

لہذا ایک لاکھ روپے پر دو ہزار پانچ سو روپے زکوٰۃ ادا کرنی فرض ہے۔

(d) عورت کے زیورات پر زکوٰۃ

عورت کے پہنے ہوئے یا جمع شدہ زیورات پر بھی زکوٰۃ فرض ہے جبکہ ان کا وزن چاندی کیلئے ساڑھے باون تولہ (612 گرام) اور سونے کے لئے ساڑھے سات تولہ (87 گرام) کے برابر یا اس سے زیادہ ہو اور ان پر ایک سال بھی گزر چکا ہو۔

2۔ سامان تجارت

اگر کسی کے پاس تجارتی یا صنعتی سامان بقدر سونے یا چاندی کے نصاب کے

ہو تو اسکی زکوٰۃ دینی فرض ہے۔ کپڑا، بساطے کا سامان، کتابیں، میوہ، مسالہ و عندہ، لکڑی، لوہا، تانبہ، پلاسٹک، کراہیہ پردی ہوئی یا آمدنی دینے والی گاڑیاں، مکان، یا کسی اور چیز کی دکان یا کارخانہ ہے اور اسمیں کوئی سامان تیار ہوتا ہے اور یہ چیزیں بغرض تجارت (Bussiness) ہوں، ایسے میں تمام سامان کی قیمت لگائی جائی جائے گی، اگر بقدر نصاب ہو اور اس پر سال گزر گیا ہو تو اڑھائی فیصد (2.5% کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

3۔ زرعی پیداوار

اگر زمین بارانی ہے یا چشموں کے پانی سے مفت سیراب ہوتی ہے تو اسکی کل پیداوار میں سے دسواں حصہ (عشر) (10% بطور زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ اگر زمین قیمتا سیراب ہوتی ہو جیسے ٹیوب ویل، یا نہری پانی جس پر آبپانہ وصول کیا جاتا ہے، تو کل پیداوار پر بیسواں حصہ (نصف عشر 5%) بطور زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے۔

نصاب: احناف کے نزدیک زرعی پیداوار پر کوئی نصاب مقرر نہیں جتنی بھی پیداوار ہو اس سب پر زکوٰۃ واجب ہے۔ کچھ دیگر ائمہ کے نزدیک جن میں امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی شامل ہیں اسکے لئے نصاب ایک

حدیث کی روشنی میں ۵ وسق یعنی تقریباً 850 کلو ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ) ۱۶
 اخراجات زمین جیسے ٹریکٹروں کے ذریعے ہل چلانا، کھاڈا، گواڈا، گواڈا وغیرہ
 کرانا، کیڑے مارا دویات، بیج ڈالنا، فصل کی کٹائی کی مزدوری وغیرہ کو
 پیداوار میں سے نہیں کاٹا جائے گا بلکہ اخراجات نکالے بغیر کل پیداوار کا عشر
 یا نصف عشر ادا کرنا لازم ہے۔ جب فصل کاٹی جائے، اسی وقت سے عشر یا
 نصف عشر ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کھیت میں سال میں دو یا دو
 سے زیادہ فصلیں اگائی جاتی ہوں تو اتنی دفعہ زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے۔

یاد رہے جو فصل جیسے میوہ جات وغیرہ (Fruits and other Crops) تجارت یعنی Bussiness کی غرض سے اگائی جاتی ہوں، اس
 پر تجارتی سامان کے مطابق زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی یعنی اس سے وصول ہونے
 والی رقم اگر بقدر نصاب ہے تو اس پر اڑھائی فی صد کے حساب سے زکوٰۃ
 لگے گی۔ جو سبزی ذاتی استعمال کیلئے ہو اس پر زکوٰۃ نہیں لیکن اگر بعرض
 تجارت ہو تو اس پر تجارتی سامان کے مطابق زکوٰۃ عائد ہوگی۔

4۔ مویشی (Cattle)

کن مویشیوں پر زکوٰۃ فرض ہے؟

احادیث میں زکوٰۃ کیلئے تین جانوروں کا ذکر ہے:

- ۱۔ اونٹ ۲۔ گائے (بھینس بھی اسمیں شامل ہے) ۳۔ بھیڑ اور بکری
- اگر مویشی سال کا اکثر حصہ مفت چر کر گزارا کریں تو سائمه کہلاتے ہیں، ان پر مقررہ شرح سے سال گزرنے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔
- اگر مویشی سال کا اکثر حصہ قیمتی چارہ کھا کر گزارا کریں یعنی انہیں چارہ خرید کر کھلانا پڑتا ہو تو وہ علوفہ کہلاتے ہیں اور ان پر زکوٰۃ نہیں۔

نصاب: مویشیوں کا نصاب تعداد کے مطابق مقرر ہے۔

(a) اونٹ

۵ سے کم۔۔۔۔۔ کچھ نہیں۔

۵ سے ۹۔۔۔۔۔ اونٹوں پر ایک بکری۔

۱۰ سے ۱۴۔۔۔۔۔ اونٹوں پر دو بکریاں۔

۱۵ سے ۱۹۔۔۔۔۔ اونٹوں پر تین بکریاں۔

۲۰ سے ۲۴۔۔۔۔۔ اونٹوں پر چار بکریاں۔

۲۵ سے ۳۵۔۔۔۔۔ اونٹوں پر ایک سال کی ایک اونٹنی، اگر اونٹنی نہ ہو تو

ایک سال کا ایک اونٹ۔

۳۶ سے ۴۵۔۔۔۔۔ اونٹوں پر دو سال کی ایک اونٹنی جو تیسرے سالہ میں لگ چکی ہو۔

۴۶ سے ۶۰۔۔۔۔۔ اونٹوں پر تین سال کی ایک اونٹنی جو چوتھے سال میں لگ چکی ہو۔

۶۱ سے ۷۵۔۔۔۔۔ اونٹوں پر چار سال کی ایک اونٹنی جو پانچویں سال میں لگ چکی ہو۔

۷۶ سے ۹۰۔۔۔۔۔ اونٹوں پر دو سال کی دو اونٹنیاں جو تیسرے سال میں لگ چکی ہوں۔

۹۱ سے ۱۲۰۔۔۔۔۔ اونٹوں پر دو سال کی تین اونٹنیاں جو چوتھے سال میں لگ چکی ہوں۔

جب اونٹ ۱۲۰ سے زیادہ ہو جائے تو ہر چالیس اونٹوں پر دو سال کی ایک اونٹنی اور ہر پچاس اونٹوں پر تین سال کی ایک اونٹنی زکوٰۃ ہوگی۔
(فقہ السنہ، عاصم الحداد)

(b) گایوں اور بھینسوں کا نصاب

جسکے پاس ۳۰ سے کم گائیں ہوں، اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔ جب گائیں ۳۰ ہو جائیں تو ان پر ایک سال کا ایک بچھڑا زکوٰۃ ہے۔ اور جب گائیں ۴۰

ہوں تو ان پر دو سال کی ایک بچھیا زکوٰۃ ہے۔

(c) بکریوں اور بھیڑوں کا نصاب

جسکے پاس ۴۰ سے کم بھیڑ یا بکریاں ہوں، اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔ جب بھیڑ یا بکریاں ۴۰ ہو جائیں تو ان پر ایک بکری زکوٰۃ ہے۔ پھر ۱۲۰ بھیڑ یا بکریوں تک یہی زکوٰۃ ہے۔ ۱۲۱ بکریوں یا بھیڑ پر ۲ بکریاں، ۲۰۰ بکریوں تک یہی زکوٰۃ ہے۔ جب بکریاں ۲۰۰ سے زیادہ ہو جائیں تو ان پر ۳ بکریاں زکوٰۃ ہیں۔

۳۰۰ بکریوں تک یہی زکوٰۃ ہے۔ جب بکریاں ۳۰۰ سے زیادہ ہو جائیں تو ان پر ۴ بکریاں زکوٰۃ ہیں۔

۴۰۰ بکریوں تک یہی زکوٰۃ ہے۔ جب بکریاں ۴۰۰ سے زیادہ ہو جائیں تو ہر ۱۰۰ بکریوں پر ایک بکری کے حساب سے زکوٰۃ ہے۔

5۔ کان اور دبے ہوئے خزانے

ہر وہ چیز جو زمین سے بطورِ دفینہ خزانے کی طرح نکلے اس پر زکوٰۃ خمس یعنی 20% ہے۔

مصارفِ زکوٰۃ

مصرف کے معنی ہیں خرچ کرنے کی جگہ، یعنی وہ افراد و اشخاص یا امور جن پر زکوٰۃ و صدقات کا مال خرچ کرنا جائز ہے۔ ایسے افراد کو مستحق (Deserving) کہتے ہیں۔ یہ زکوٰۃ کا ایک انتہائی اہم اور مستقل شعبہ ہے، بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ زکوٰۃ و عشر کی حکمت معاشرے کے نادار طبقات کی کفالت ہے تاکہ اسلامی معاشرے میں غربت کا مکمل خاتمہ ہو، عدل اجتماعی اور معاشی انصاف (Social Justice) قائم ہو۔

قرآن و حدیث میں صدقہ کا لفظ 'زکوٰۃ' کے معنی میں بھی بکثرت استعمال ہوا ہے۔ صدقات کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ صدقاتِ واجبہ (Obligatory Charity): یعنی وہ صدقات جن کا ادا کرنا واجب ہے جیسے زکوٰۃ، فطرہ، فدیہ صوم، کفارات اور نذر کی رقوم، ان کا مصرف خود قرآن نے (التوبہ: ۶۰) واضح کر دیا ہے اور انہیں صرف مسلمانوں پر خرچ کیا جاسکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: (زکوٰۃ) ان (یعنی مسلمانوں) سے لی جائے گی اور ان ہی کے فقراء پر لوٹائی جائے گی۔

۲۔ صدقاتِ نافلہ (Voluntary Charity): یعنی وہ صدقات جن کا ادا کرنا واجب یا لازمی نہیں ہے مگر جنہیں کوئی شخص اپنی ذاتی مرضی و شوق سے کسی حاجتمند کو دیتا ہے یا بیت المال میں جمع کرتا ہے۔ نفلی صدقات کو کسی بھی نیک یا فلاحی کام میں صرف کیا جاسکتا ہے، حتیٰ کہ انہیں غیر مسلم غریبوں کو بھی دیا جاسکتا ہے۔

قرآن مجید میں مصارفِ زکوٰۃ کی تفصیل:

حضرت زید بن حارث صدائیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: مجھے زکوٰۃ کے مال میں سے کچھ عطا فرمائے! تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: کہ (مصارفِ زکوٰۃ کے معاملے کو) اللہ نے کسی نبی یا غیر نبی کے حکم پر نہیں چھوڑا ہے بلکہ اس بارے میں اللہ نے (قرآن میں سورہ توبہ آیت ۶۰ میں) خود ہی فیصلہ فرمادیا ہے اور اسکے آٹھ مصارف بیان کئے ہیں، تو اگر تم ان میں سے کسی مصرف کے تحت حق دار بنتے ہو تو (مالِ زکوٰۃ میں سے) میں تمہارا حق تمہیں دے دوں گا (ورنہ نہیں)۔ (ابوداؤد، رقم حدیث ۱۶۲)

زکوٰۃ کے جس شعبے کو قرآن نے سب سے زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے وہ زکوٰۃ کے مصارف کا شعبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اٰمّا الصدقات للفقراء و المساکین و العاملين علیہا و المولفة قلوبہم
 و فی الرقاب و الغارمین و فی سبیل اللہ و ابن السبیل فریضة من اللہ و اللہ
 علیم حکیم۔ (التوبہ: 60)

ترجمہ: بیشک صدقات (زکوٰۃ) محض غریبوں اور محتاجوں اور انکی وصولی پر
 مقرر کئے گئے کارکنوں اور ایسے لوگوں کے لئے ہیں جن کے دلوں میں
 اسلام کی الفت پیدا کرنا مقصود ہو اور (مزید یہ کہ) انسانی گردنوں کو (غلامی
 کی زندگی سے) آزاد کرانے میں، اور قرضداروں کے بوجھ اتارنے میں،
 اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں پر (زکوٰۃ کا خرچ کیا جانا حق ہے)۔ یہ اللہ
 کی طرف سے فرض کیا گیا ہے اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔
 اس آیت میں زکوٰۃ کے مصارف کو قرآن نے آٹھ (8) زمروں میں تقسیم فرمایا
 ہے:

۱۔ فقراء ۲۔ مساکین ۳۔ عاملین زکوٰۃ ۴۔ مؤلفۃ القلوب ۵۔ جن
 کو طوق غلامی سے آزاد کرنا مقصود ہو ۶۔ جو بار قرض تلے دبے ہوئے ہوں
 ۷۔ جنہوں نے اپنے آپ کو کل و مستی (Full Time) دین کی نصرت و
 حفاظت یا علم دین کے حصول کیلئے وقف کر رکھا ہو۔ ۸۔ ایسے مسافر جو
 نادار ہوں یا جن کا گھر سے رابطہ منقطع ہو چکا ہو۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ صرف زکوٰۃ نکالنا ہی کافی نہیں بلکہ اصل مستحقین

تک پہنچانا اور جائز شرعی مصارف پر صرف کرنا بھی لازم ہے، ورنہ زکوٰۃ لاپرواہ نہیں ہوگی۔ ہمارے معاشرے میں اس بارے میں غفلت برتی جاتی ہے۔
مولانا مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

اس آیت کو لفظ 'انما' سے شروع کیا گیا ہے، یہ لفظ حصر و انحصار کیلئے استعمال ہوتا ہے، اس شروع ہی کے کلمہ نے بتلادیا کہ صدقات کے جو مصارف آگے بیان ہو رہے ہیں، تمام صدقات واجبہ صرف انہیں میں خرچ ہونے چاہیں، انکے علاوہ کسی دوسرے مصرفِ خیر میں صدقات واجبہ خرچ نہیں ہو سکتے، جیسے جہاد کی تیاری یا بنائے مسجد و مدارس یا دوسرے رفقاء عامہ کے ادارے، یہ سب چیزیں بھی اگرچہ ضروری ہیں اور ان میں خرچ کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے، مگر صدقات فرض جن کی مقدار یہ متعین کر دی گئی ہیں، ان کو ان میں نہیں لگایا جاسکتا۔

(معارف القرآن جلد ۴: ۳۹۵)

فقیر و مسکین کسے کہتے ہیں؟

فقہاء کے نزدیک فقیر وہ شخص ہے، جس کے پاس کچھ مال ہو لیکن وہ زکوٰۃ کے مال سے کم ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ اور اسکی بنیادی ضروریات بھی پوری نہ ہو سکیں۔

عالمین کسے کہتے ہیں؟

ایسے افراد جو اسلامی حکومت کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے پر مامور ہوں انہیں عالمین کہتے ہیں اور ان سب کو زکوٰۃ فنڈ سے اجرت یا تنخواہ دی جا سکتی ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ان کی اجرت زکوٰۃ و عشر کی وصول کردہ رقم کے نصف سے کم ہو۔

زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کرنے والے افراد یعنی عالمین زکوٰۃ کا دیانت دار (honest) اور حساس (sensitive) ہونا ضروری ہے۔ ان کا عالم ہونا بھی لازمی ہے تاکہ وہ شریعت کے مطابق نظام بیت المال کو چلا سکیں اگر یہ نہیں تو کم سے کم ان کا رابطہ علماء کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔

حضرت عدیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جب کسی کو ہم نے کسی کام پر مامور کیا اور اس نے ایک سوئی کی مقدار یا اس سے بھی کم ترک کوئی چیز (صدقات کے مال میں سے) چھپائی تو وہ خیانت کرنے والا ہے اور قیامت کے دن اس مال کے ساتھ (اللہ کی عدالت میں) حاضر ہوگا تب ایک سیاہ فام انصاری اٹھا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ آپ نے جو کام مجھے سپرد کیا ہے، اسے واپس لے لیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیوں؟ اس نے کہا: میں نے آپ کو اس طرح فرماتے

ہوئے سنا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: میں پھر اب یہی کہتا ہوں تم میں سے
 میں جس کو کسی کام پر مامور کروں تو وہ (صدقہ کا سارا مال) لے کر آئے،
 خواہ کم ہو یا زیادہ، اس کے بعد اسے (اس کی محنت کی) جو اجرت دی جائے
 وہ لے لے اور جس چیز سے روکا جائے اس سے رُک جائے۔ (صحیح
 مسلم: ۶۳۶۰)

اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ و عشر کی وصولی شرعی اعتبار سے بہت حساس ذمہ
 داری ہے، نہایت دیانت داری و امانت کا تقاضا کرتی ہے۔ اور خدا نخواستہ
 معمولی سی خیانت بھی قیامت کے دن وبال بن جائے گی۔

مؤلف القلب کسے کہتے ہیں؟

اس سے مراد وہ کفار ہیں جن کو اسلام قبول کرنے کیلئے مائل کرنا مقصود ہوا اور
 ان سے خیر کی امید ہو یا ان کی اذیت اور شر سے بچنا مقصود ہو یا ایسے ضعیف
 الاعتقاد مسلمان جن کے ایمان کو تقویت دینا مقصود ہوتا کہ وہ اسلام پر ثابت
 قدم رہیں یا ان کے دیگر لوگوں کو اسلام کی طرف راغب کرنا مقصود ہو۔

رقاب کسے کہتے ہیں؟

رقاب 'رقبہ' کی جمع ہے، رقبہ کی معنی 'گردن' کے ہیں۔ اس سے انسان کے
 پورے وجود کو بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور عہدِ غلامی میں جو شخص مکمل طور پر کسی کا

زر خرید ہوتا یا اسے وراثت، مال غنیمت یا کسی اور صورت میں ملتا، ملک رقبہ سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ یعنی اس کی گردن پھنسی ہوئی ہے اور وہ اپنے مالک کا پابند ہے، اپنی مرضی سے آزادانہ تصرف نہیں کر سکتا۔ غلاموں کی ایک قسم 'مکاتب' تھی، یعنی ایسا غلام جسے مالک یہ کہے کہ اتنی رقم دے دو تو تم آزاد ہو۔ یہاں رقاب سے یہی غلام مراد ہیں۔ جب تک غلامی کا رواج تھا، اسلام نے غلام آزاد کرنے کو بڑی نیکی سے تعبیر کیا۔ یہ اسلام میں غلامی کا نظام ختم کرنے کی جانب ایک تدریجی عمل تھا۔

غارِم کسے کہتے ہیں؟

امام راغب اصفہانی کے مطابق قرض خواہ اور مقروض دونوں کو 'غریم' کہا جاتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر قرض ہے۔ ان کو زکوٰۃ کا مال دینا بہتر ہے بشرطیکہ یہ قرض لے کر فضول خرچی یا گناہ کا کوئی اور کام نہ کرتے ہوں۔ ان کو دینے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ ان کے اور ان کے زیر کفالت افراد کی حاجات ضروریہ سے اتنی فاضل رقم ان کے پاس نہ ہو کہ وہ قرض ادا کر سکیں، ورنہ محض قرض کا ادا کرنا استحقاقِ زکوٰۃ سے مانع نہیں ہے۔ (تفسیر روح المعانی جلد ۶)

فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے کیا مراد ہے؟

فقہاء کے نزدیک فی سبیل اللہ کی مراد میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام
کاسانی حنفی لکھتے ہیں:

فی سبیل اللہ سے مراد نیکی کے وہ تمام کام ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کا قرب
حاصل ہوتا ہو۔ اسمیں ہر وہ شخص شامل ہے جو اللہ کی اطاعت اور نیک کاموں
میں تگ و دو کرے جب کہ (زکوٰۃ) کا حاجت مند ہو۔

(بدائع الصنائع ۲: ۴۵)

ضیاء الامت علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

اس سے مراد وہ حج کرنے والے اور جہاد کرنے والے ہیں جن کے پاس
زاد راہ نہ ہو اور اپنے افلاس کی وجہ سے وہ جنگی سامان مہیا نہ کر سکتے ہوں ان
کی اعانت بھی مال زکوٰۃ سے کی جاسکتی ہے۔ پھر وہ تفسیر المنار اور علامہ آلوسی
کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں محققین کی رائے یہ ہے کہ سبیل اللہ سے مراد
صرف یہ دو قسم کے لوگ نہیں بلکہ ہر وہ کام جسمیں عامۃ المسلمین کا فائدہ ہو وہ
سبیل اللہ میں داخل ہے۔ چنانچہ دینی مدرسے جن میں قرآن کی تعلیم دی جاتی
ہو اور دین کے مبلغ اور محقق تیار کئے جاتے ہوں وہ بطریق اولیٰ اسمیں داخل

ہیں۔ (ضیاء القرآن، ۲: ۲۲۵، ۲۲۴)

مولانا محمد یوسف اصلاحی لکھتے ہیں:

اس سے مراد راہِ خدا میں جہاد ہے، جہاد کا لفظ قتال کے مقابلے میں عام ہے اور جہاد فی سبیل اللہ میں وہ ساری کوششیں شامل ہیں جو مجاہدین نظامِ باطل کو مٹا کر نظامِ اسلامی قائم کرنے کیلئے کریں۔ چاہے وہ قلم سے ہو، زبان سے ہو یا تلوار سے یا ہاتھ پاؤں کی محنت اور دوڑ دھوپ سے، اس کا دائرہ نہ تو اتنا محدود ہے کہ اس سے مراد محض قتال ہو اور نہ اتنا وسیع ہے کہ اسمیں رفاہِ عامہ کے سارے کام شامل سمجھ لئے جائیں اور وہ طلبہ بھی مراد ہیں جو دین کا علم حاصل کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور حاجت مند ہیں۔

(آسان فقہ ۲: ۷۸)

غرض معلوم ہوا کہ اس سے مراد صرف وہی امور ہیں جو اسلام کی سر بلندی کیلئے بطور جہاد اختیار کئے جائیں جیسے اسلام کی نشر و اشاعت وغیرہ لیکن اس سے مراد رفاہِ عامہ کے تمام کام نہیں جیسے مساجد، شفا خانے، مسافر خانے، کنویں، پل اور سڑکیں وغیرہ تعمیر کرنا۔ ضرورت پڑنے پر ان کی تعمیر صدقاتِ نافلہ سے کی جاسکتی ہے صدقاتِ واجبہ سے نہیں۔ اور زکوٰۃ کی ادائیگی کیلئے تملیک (یعنی کسی کو مالک بنانا) شرط ہے لہذا بغیر تملیک زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی۔ اس کے بارے میں مفتی امجد علی رضویؒ لکھتے ہیں:

بہت سے لوگ اپنی زکوٰۃ اسلامی مدارس میں بھیج دیتے ہیں ان کو چاہئے

کہ متولی مدرسہ کو اطلاع دیں کہ یہ مال زکوٰۃ ہے تاکہ متولی اس مال کو حبلہ رکھے اور مال میں نہ ملائے اور غریب طلباء پر صرف کرے کسی کام کی اجرت میں نہ دے۔ (بہار شریعت حصہ ۵)

اسی لئے پروفیسر مفتی منیب الرحمن نے تفہیم المسائل میں تصریح کی ہے کہ زکوٰۃ وصول کرنے والوں اور اس کا انتظام چلانے والوں کو چاہئے کہ وہ صدقات واجبہ اور صدقات نافلہ کا حساب الگ (Maintain) رکھیں اور شریعت کی مقررہ مصارف پر خرچ کریں تاکہ یہ خلط ملط نہ ہوں۔

ابن سبیل کسے کہتے ہیں؟

ابن سبیل سے مراد ایسا مسافر ہے جو وطن سے دور ہو، اگرچہ اسکے پاس وطن میں مال ہو لیکن اسکی دسترس میں نہ ہو۔

آج کل چونکہ دنیا عالمی قریہ (Global Village) بن چکی ہے اور اطلاعات و پیغام رسانی کے وسائل بہت زیادہ ہیں، (ATM) اور (Netbanking) کے ذریعے انسان اپنے پیسے تک کہیں بھی اور کبھی بھی رسائی پاسکتا ہے، اسلئے اگر کوئی مالدار آدمی وطن سے دور ہو تو بہت کم مواقع ایسے ملیں گے کہ وہ اپنے وطن سے رابطہ کر کے اپنی ضرورت کا مال حاصل نہ کر سکے، تاہم ایک ہلکا سا مکان بہر حال موجود رہتا ہے۔

صدقات و زکوٰۃ کے بارے میں کچھ

اہم سوالات اور ان کے جوابات

سوال ۱: کتنے سونے پر زکوٰۃ عائد ہوتی ہے؟

جواب: ساڑھے سات تولے (87.48 گرام) سونے پر زکوٰۃ عائد ہوتی ہے جبکہ اس سے کم پر زکوٰۃ نہیں۔ حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سونے میں تم پر کچھ نہیں ہے یہاں تک کہ ۲۰ دینار ہو جائیں۔ جب تمہارے پاس ۲۰ دینار ہو جائیں اور ان پر سال گزر جائے تو ان پر نصف دینار زکوٰۃ ہے۔ زیادہ ہوں تو اسی حساب سے۔ (ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ)

سوال ۲: کتنی چاندی پر زکوٰۃ عائد ہوتی ہے؟

جواب: ساڑھے باون تولے (612.36 گرام) چاندی پر زکوٰۃ عائد ہوتی ہے جبکہ اس سے کم پر زکوٰۃ نہیں۔ حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ اوقیہ (ساڑھے باون تولے-612.36 گرام) چاندی سے کم پر زکوٰۃ نہیں۔

(بخاری، کتاب الزکوٰۃ)

سوال ۳: کتنی گائیوں یا بھینسوں پر زکوٰۃ عائد ہوتی ہے؟

جواب: ۳۰ سے کم گائیوں یا بھینسوں پر زکوٰۃ عائد نہیں ہوتی ہے جبکہ ۳۰ پر ایک سال کا بچھڑا یا بچھڑی بطور زکوٰۃ دینی چاہیے۔

سوال ۴: کتنی بھیڑ یا بکریوں پر زکوٰۃ عائد ہوتی ہے؟

جواب: ۴۰ سے کم بھیڑ یا بکریوں پر زکوٰۃ عائد نہیں ہوتی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر چالیس پر ایک بکری ہے، ایک سو بیس تک۔ اس کے بعد دو سو تک تین بکریاں اور پھر ہر سو پر ایک بکری (بطور زکوٰۃ دینا لازم ہے)۔ (ابن ماجہ، کتاب الزکوٰۃ)

سوال ۴: کیا رہائشی مکان، فلیٹ اور پلاٹ پر زکوٰۃ عائد ہوتی ہے؟

جواب: رہائشی مکان، فلیٹ اور پلاٹ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں۔ البتہ وہ مکان، پلاٹ، دکانیں، فلیٹ جو کرائے پر دئے ہوئے ہیں، انکی سالانہ آمدنی وضع مصارف کے بعد مالک کی مجموعی سالانہ آمدنی میں جمع ہوگی اور تمام ذرائع آمدن سے جمع شدہ رقم نصاب کو پہنچے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

ایسے مکانات، پلاٹ اور فلیٹ جو کاروباری اور تجارتی مقاصد کے لئے ہیں، ان سب کی مالیت پر زکوٰۃ ہے۔ اس میں قیمت خرید کا اعتبار نہیں بلکہ موجودہ قیمت کا اعتبار ہوگا۔ بطور سرمایہ کاری (Investment) پلاٹ اور جائیداد

خرید و فروخت کرنے والوں کیلئے یہ امر قابلِ توجہ ہے۔

سوال ۴: کیا ٹیکس (tax) ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے؟

جواب: ٹیکس (tax) ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہو جاتی چونکہ زکوٰۃ

مسلمان پر فرض عبادت ہے جو مال کو پاک کرنے اور اللہ تعالیٰ کا قرب

حاصل کرنے کیلئے لازم ہے۔ جبکہ ٹیکس ان شرعی تصورات سے خالی ہے؛

مثلاً زکوٰۃ میں نیت شرط ہے جبکہ ٹیکس میں شرط نہیں۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ

زکوٰۃ کی مقدار شرعاً مقرر ہے جبکہ ٹیکس کی کوئی مقدار مقرر نہیں، حاکم وقت جتنا

چاہے مقرر کر لے۔ تیسرا یہ کہ زکوٰۃ دائمی ثابت شدہ حق ہے جبکہ ٹیکس بحسب

حاجت وقتی طور پر دیا جاتا ہے۔ زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ہیں جبکہ ٹیکس

سرکاری امور میں صرف کیا جاتا ہے۔ زکوٰۃ کے روحانی، اخلاقی، اجتماعی اور

انسانی اہداف ہیں جبکہ ٹیکس میں یہ اہداف مقصود نظر نہیں آتے۔

سوال ۵: اگر کسی کے پاس سونا چاندی نہیں لیکن حوائجِ اصلیہ کے علاوہ کرنسی

وغیرہ ہے تو کیا زکوٰۃ لازم ہوگی؟

جواب: اگر کسی کے پاس سونا چاندی نہیں لیکن حوائجِ اصلیہ کے علاوہ کرنسی

وغیرہ ہے تو اس پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔ عہدِ رسالت مآب ﷺ میں سونا

چاندی ہی کرنسی کے طور پر استعمال ہوتا تھا اور عصرِ حاضر میں چونکہ سونا

چاندی بطور کرنسی استعمال نہیں ہوتا بلکہ اس کے عوض کاغذی روپے استعمال ہوتے ہیں، لہذا روپے کی تمام مالیت کو سونے یا چاندی میں سے جس کے ساتھ ملا کر زکوٰۃ دینے سے غرباء و مساکین اور دیگر جہات میں زیادہ فائدہ ہو سکتا ہے، زکوٰۃ دینی چاہئے۔

سوال ۶: زکوٰۃ کی ادائیگی کے نصاب کا معیار سونے کو بنایا جائے گا یا چاندی کو؟

جواب: امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک جو بھی فقراء کے لئے زیادہ سودمند ہو اسکے اعتبار سے حساب لگایا جائے گا۔ کیونکہ زکوٰۃ کا مقصد فقراء و مساکین کی ضروریات کی تکمیل ہے۔ لہذا وجوب زکوٰۃ کے لئے معیار اسے بنایا جائے گا جس میں فقراء کا فائدہ ہو اور فائدہ اسی صورت میں ہوگا جب ایسی شے سے قیمت لگائی جائے جو نصاب کو پہنچ جائے (آجکل چاندی کو معیار بنانے میں زیادہ فائدہ ہے)۔ امام مرغینانی حنفیؒ فرماتے ہیں کہ امام اعظمؒ کا قول ہے: احتیاطاً فقراء کا ان کا حق بہم پہنچانے کیلئے اس کی قیمت ایسی شے سے لگائی جائے جس میں مساکین کا زیادہ فائدہ ہو۔ (الہدایہ، ۱: ۱۰۵)

سوال ۷: کیا دوران سال تھوڑی تھوڑی زکوٰۃ پیشگی (Advance) ادا کی جاسکتی ہے؟

جواب: جی ہاں! اگر دوران سال کوئی صاحبِ نصاب تھوڑی تھوڑی رقم وقتاً فوقتاً زکوٰۃ کی نیت سے مستحقین کو ادا کرتا رہے تو سال کے اختتام پر تشخیص زکوٰۃ کے بعد پہلے سے ادا شدہ رقم کو وضع کر کے باقی رقم ادا کرے۔ اسی طرح مجموعی واجب الادا زکوٰۃ کی رقم بالاقساط بھی ادا کر سکتا ہے۔

سوال ۸: کیا لاعلمی میں غیر مستحق کو زکوٰۃ دینے سے فرض ادا ہو جاتا ہے؟
جواب: لاعلمی میں غیر مستحق کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے لیکن زکوٰۃ ادا کرنے سے قبل غور و فکر (تحقیق) کرنا ضروری ہے یعنی اپنی طرف سے مستحق جاننے کی پوری کوشش کرے۔

سوال ۹: کون کون سے مال میں زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہے؟
جواب: چار قسم کے اموال پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہے:
۱۔ چونا، چاندی اور نقدی وغیرہ

۲۔ مویشی مثلاً اونٹ، گائے اور بکری وغیرہ

۳۔ ہر قسم کے تجارتی اموال

۴۔ زمین سے حاصل شدہ اشیاء مثلاً پھل، سبزیاں اور معدنیات

سوال ۱۰: کیا زکوٰۃ نکالنے سے حرام مال بھی پاک ہو جاتا ہے؟
زکوٰۃ نکالنے سے حرام مال پاک نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی مالِ حرام سے کیا گیا

صدقہ اور صدقہ کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے ایک کھجور کے برابر بھی حلال کمائی سے خیرات کی (اس کا صدقہ کرنا مقبول ہے)۔ اور اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا مگر حلال کمائی سے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے (یعنی حلال صدقہ کو) اپنے داہنے دست قدرت سے قبول فرماتا ہے۔ پھر خیرات کرنے والے کیلئے اسکی پرورش کرتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ نیکی پہاڑ کے برابر ہو جائے گی۔ (بخاری: کتاب الزکوٰۃ)

امام مسلم کی بیان کردہ روایت کے آخر میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے، اس کے بال غبار آلود ہیں۔ وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر (دعا میں) کہتا ہے، یا رب! یا رب! حالانکہ اس کا کھانا پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام ہے، اس کی غذا حرام ہے، تو اسکی دعا کیسے قبول ہوگی؟ (مسلم: کتاب الزکوٰۃ) ایک اور حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو تو نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ اور جو شخص حرام مال جمع کرے گا پھر اسے صدقہ کر دے، اسے اس

صدقہ کا کوئی ثواب نہیں ملے گا بلکہ اس کا بوجھ اس پر ہوگا۔

(ابن خزیمہ: ۱: ۲۴۷۱)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ مالِ حرام سے صدقہ کرنا ناجائز ہے اور جس مالِ حرام کی حرمت قطعی ہو، جیسے سود کہ جس کا لینا اور دینا دونوں صورتیں حرام ہیں، اس سود کو فقراء پر صدقہ کرنا بھی ناجائز ہے۔ اگر کسی شخص نے کسی سے ناجائز مال لے لیا ہے اور اس مال سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس مال کے مالک یا اسکے ورثاء کو تلاش کر کے وہ مال پہنچا دے۔ اگر مالک یا اسکے ورثاء نہ ملیں تو مالک کی طرف سے اس مال کو فقراء پر صدقہ کر دے اور اپنے ذمہ سے برات کی نیت کرے۔ اس نیت کا ثواب ہوگا۔

سوال ۱۱: جسے زکوٰۃ دی جائے اسے بتانا ضروری ہے یا نہیں کہ یہ مال زکوٰۃ ہے؟

جواب: جسے زکوٰۃ دی جائے اسے یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ مال زکوٰۃ ہے۔ بلکہ اگر انعام کے نام سے یا غریب بچوں کو عیدی کے نام سے دے دیں تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

سوال ۱۲: کیا فاسق و فاجر (یعنی گناہ گار) کو زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے؟

جواب: جی ہاں! فاسق و فاجر (یعنی گناہ گار) جب تک دائرۂ اسلام میں

داخل ہے اور مسلمانوں کیلئے باعث اذیت نہیں، اسے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ کیونکہ جب نافرمانوں اور گناہ گاروں سے زکوٰۃ وصول کر لی جاتی ہے تو یہ بھی یقیناً جائز ہونا چاہئے کہ ان پر تقسیم کر دی جائے۔

تاہم یہ یاد رہے کہ کسی ایسے فاسق کو زکوٰۃ نہ دی جائے جسکے متعلق یہ گمان غالب ہو کہ وہ اس مال کے ذریعے کوئی گناہ کا کام ہی کرے گا مثلاً یہ کہ وہ شراب پیتا ہے اور وہ زکوٰۃ کے مال سے مزید شراب پی لے، اسی طرح جو اکھیلنے والی پینشن کے عادی کی مثال ہے کیونکہ اس صورت میں اللہ کے مال کے ساتھ گناہ کے کام میں تعاون ہو جائے گا اور یہ شرعاً جائز نہیں۔

سوال ۱۳: کیا زکوٰۃ کی رقم دوسرے شہر بھیجنا یا خرچ کرنا جائز ہے؟
جواب: زکوٰۃ جس جگہ وصول کی جائے وہیں تقسیم کرنا افضل ہے لیکن ضرورت اور مصلحت کے تحت کسی دوسرے علاقے میں بھی زکوٰۃ کی رقوم خرچ کرنا جائز ہے۔

سوال ۱۴: آج کل کن اداروں میں زکوٰۃ کی رقوم جمع کرنا بہتر ہے؟
جواب: دور حاضر کے جدید تقاضوں کے مطابق لوگوں کی اجتماعی، معاشرتی و معاشی فلاح و بہبود کیلئے مختلف تنظیمیں مصروف کار ہیں۔ زکوٰۃ کی رقوم ان میں سے ایسی تنظیم کو دے جہاں اجتماعی سطح پر افراد معاشرہ کی کفالت کی جا

سکتی ہے جو بہتر طریقے سے فلاح و بہبود کا فریضہ سرانجام دے رہی ہو۔ اللہ سے لوگوں کا معیار زندگی بلند ہوگا اور ایک ہی وقت میں ملک کے تمام علاقوں میں معاشرتی تعاون کی فضا پیدا ہوگی۔

سوال ۱۵: کیا مسافر کی بات بلا حجت (و تحقیق) تسلیم کر کے زکوٰۃ دینا جائز ہے؟

جواب: مسافر کی بات تسلیم کرنے سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی آئے اور وہ کہے کہ میں مسافر ہوں اور مجھے اپنے سفر کی تکمیل کیلئے اخراجات کی ضرورت ہے تو اس بارے میں امام قرطبیؒ لکھتے ہیں: دین کے متعلق تو ضروری ہے کہ وہ اسے ثابت کرے، البتہ دیگر صفات کے متعلق اس کا ظاہری حال ہی گواہ اور کافی ہے۔ (تفسیر قرطبی ۴: ۱۸۷، ۱۸۸)

سوال ۱۶: کیا عورت کے مالِ مہر پر زکوٰۃ فرض ہے؟

جواب: زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ مال پر پورا قبضہ ہو، اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا عورت اپنے مہر پر قابض ہونے سے پہلے پورے طور پر اس کی مالک تھی یا نہیں؟ اگر عورت کا مالِ مہر اسکے قبضہ میں نہیں آیا تو اسکی زکوٰۃ واجب نہیں۔ (اور اگر اسکے قبضہ میں ہے تو زکوٰۃ فرض ہے۔)

سوال ۱۷: بیوی کے زیورات پر زکوٰۃ ادا کرنا زوجین میں سے کس پر لازم

ہے؟

جواب: زوجین میں سے جو زیور کا حقیقی مالک ہوگا، وہی زکوٰۃ ادا کرنے کا پابند ہے؛ مثلاً اگر شوہر نے بیوی کو زیور صرف استعمال کرنے کیلئے دئے ہوئے ہیں اور اصلاً ملکیت شوہر کی ہے کہ وہی چاہے تو فروخت کر کے تو ایسی صورت میں زکوٰۃ بیوی پر نہیں بلکہ شوہر پر واجب ہوگی۔ لیکن اگر بیوی اپنے زیور کی خود مالک ہے کہ وہ چاہے تو اپنی مرضی سے استعمال کرے یا فروخت کر دے تو ایسی صورت میں زکوٰۃ دینا بیوی پر لازم ہے۔

سوال ۱۸: کیا کسی کی شادی کیلئے اسے زکوٰۃ دینا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! کسی بھی مستحق مرد یا عورت کی شادی کیلئے اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے لیکن یہ خیال رکھا جائے گا کہ زکوٰۃ کا مال اسراف اور غیر شرعی رسوم کی ادائیگی میں نہ لگنے پائے۔

سوال ۱۹: کیا بچوں کی شادی کیلئے بنوائے گئے زیورات پر زکوٰۃ واجب ہے جبکہ بچے ابھی نابالغ ہوں؟

جواب: اگر زیورات ان بچوں کے نام ہیں اور ماں باپ بطور امین اسکی حفاظت کر رہے ہیں تو جتنی دیر وہ نابالغ ہیں ان پر زکوٰۃ لاگو نہیں ہوگی۔ اس کے برعکس اگر وہ زیورات ماں باپ کے نام ہی ہوں اور ویسے ہی کہ دیں

کہ اتنا فلاں کا ہے تو پھر زکوٰۃ لازم ہوگی۔

سوال ۲۰: کیا زکوٰۃ سے مستحق طلباء کی مدد کی جاسکتی ہے؟

جواب: جی ہاں ایسے تعلیمی ادارے جہاں طلباء سے فیس لی جاتی ہو یا نہیں دونوں صورتوں میں زکوٰۃ فنڈ جمع کرنا تاکہ نادار اور مستحق طلباء کی ضروریات پوری کی جائیں بالکل درست، بلکہ مناسب تر ہے تاکہ طلباء کی ہر وقت امداد کی جائے اور وہ سکون و اطمینان سے علم حاصل کر سکیں۔

سوال ۲۱: کیا حج کیلئے جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ واجب ہے؟

جواب: اگر کسی نے حج کیلئے رقم جمع کر رکھی ہے اور نیت یہ ہے کہ اس رقم سے حج کرے گا تو وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں (یعنی اس پر زکوٰۃ واجب ہے) لیکن اگر یہ رقم حکومت کے پاس اس مد میں جمع کرادی ہے تو وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوگی۔

سوال ۲۱: کیا قرض دار پر زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص قرض دار ہے تو وہ مال میں سے اتنا مال الگ کر لے جو اس کے قرض کیلئے کافی ہو اور باقی مال، اگر نصاب کی حد کو پہنچتا ہو تو اس پر زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے، لیکن اگر بقیہ مال نصاب کی حد تک نہ پہنچے تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔

سوال ۲۲: عشر کسے کہتے ہیں؟

جواب: عشر دسویں حصہ کو کہتے ہیں جو زرعی پیداوار پر (بطور زکوٰۃ) لیا جاتا ہے اور نصف عشر یعنی بیسواں حصہ بھی اس اطلاق میں شامل ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ زمین جسے آسمان یا چشمہ سیراب کرتا ہو یا خود بخود نمی کی وجہ سے سیراب ہو جاتی ہو تو اسکی پیداوار میں دسواں حصہ زکوٰۃ ہے؛ اور جسے کنویں سے پانی کھینچ کر سیراب کیا جاتا ہو اسکی پیداوار میں بیسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔ (بخاری؛ کتاب الزکوٰۃ)

سوال ۲۳: عشر کا نصاب کیا ہے؟

جواب: عشر کا کوئی نصاب (احناف کے نزدیک) مقرر نہیں اور نہ ہی سال گزرنا شرط ہے۔

سوال ۲۴: کیا کھیتی کے اخراجات نکال کر عشر دینا چاہئے؟

جواب: جی نہیں! کھیتی کے اخراجات نکال کر عشر نہیں نکالا جائے گا بلکہ جو کچھ پیداوار ہوئی، ان سب کا عشر یا نصف عشر دینا واجب ہوگا۔

سوال ۲۵: کیا اجناس کے بدلے میں قیمت دینا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! اجناس کے بدلے میں انکی قیمت بھی بطور عشر دی جاسکتی ہے۔

سوال ۲۶: کرائے پر لی گئی زرعی زمین کی زکوٰۃ مالک پر ہے یا کرایہ دار پر؟
جواب: کرائے پر لی گئی زرعی زمین کی زکوٰۃ کرایہ دار پر ہے کیونکہ عشر پیداوار پر واجب ہے اور پیداوار کا مالک کرایہ دار ہے۔

سوال ۲۷: عشر زمین کے مالک (Land owner) پر واجب ہے یا مزارع (Tenant) پر؟

جواب: عشر واجب ہونے کا تعلق زمین کی ملکیت سے نہیں بلکہ پیداوار کی ملکیت سے ہے۔ بقول علامہ کاسانی 'زمین کا مالک ہونا عشر واجب ہونے کیلئے شرط نہیں بلکہ پیداوار کا مالک ہونا شرط ہے' لہذا مالک زمین اور بٹائی دار (Tenant) دونوں اپنے اپنے حصہ پیداوار میں عشر ادا کریں گے۔

(نوٹ: سوال نمبر ۱ تا ۲ ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصنیف 'سلسلہ تعلیمات اسلام (۸): زکوٰۃ اور صدقات' سے لئے گئے ہیں)

سوال ۲۸: کیا زکوٰۃ کی رقم فلاح عامہ کے کاموں پر خرچ کی جاسکتی ہے؟
(مسائل زکوٰۃ از مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی)

جواب: رفاہی اداروں کیلئے زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے مثلاً محتاج گھر، یتیم خانے، دینی مدارس، ہسپتال میں غریب مریضوں کی علاج و خوراک پر، یہ سب رفاہی ادارے ہیں۔ البتہ سڑکوں کی تعمیر، نالیوں کی

مرمت وغیرہ پر خرچ نہیں کی جاسکتی۔ زکوٰۃ کے علاوہ بھی ٹیکس وصول کئے جاتے ہیں، باقی کام ان سے کریں۔

سوال ۲۹: کیا (GP Fund) پر زکوٰۃ واجب ہے؟

جواب: پراویڈنٹ فنڈ کی رقم پر زکوٰۃ اسی وقت واجب ہوتی ہے جب وہ ملازم کے قبضے آجائے اس سے پہلے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں اور قبضے میں آنے کے بعد بھی گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی بلکہ اسی سال کی واجب ہوگی جس میں وہ قبضے میں آیا ہے۔

(فتویٰ عثمانی از مفتی تقی عثمانی جلد ۲ ص ۵۰، ۵۱)

سوال ۳۰: کیا لنگر عام (بنڈار) پر زکوٰۃ کی رستم خرچ کی جاسکتی ہے؟
(زکوٰۃ از مفتی منیب الرحمن ص ۱۴۰)

جواب: آجکل چوکوں اور چوراہوں پر بالخصوص رمضان المبارک میں بعض لوگ زکوٰۃ، فطرہ، فدیہ وغیرہ کی رقوم سے لنگر عام کھلاتے ہیں، جسمیں اس بات کی کوئی تمیز نہیں ہوتی کہ یہ لوگ مستحق زکوٰۃ ہیں یا نہیں؟ زکوٰۃ کی ادائیگی کیلئے محض اباحت (یعنی کسی چیز کو کسی مستحق کے استعمال کیلئے مباح کر دینا) کافی نہیں بلکہ اس کو مالک بنانا ضروری ہے۔ لہذا ہماری رائے میں زکوٰۃ و صدقات واجبہ کے ادا کرنے کا یہ طریقہ درست نہیں ہے اور اس طرح سے زکوٰۃ دینے والے اپنے فرض سے بری نہیں ہونگے۔ البتہ اگر نفلی خیرات کے

طور پر کوئی یہ لنگر چلا رہا ہے تو جائز ہے۔

سوال ۳۱: وہ حضرات جو کمیونٹیز (Communities) یا ٹرسٹ یا کوئی فاؤنڈیشن (Foundation) چلاتے ہیں اور لوگوں سے زکوٰۃ و صدقات وصول کرتی ہیں ان پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟ (زکوٰۃ از مفتی منیب الرحمن ص ۱۶۶)

جواب: کمیونٹیز یا انجمنوں کے ذمہ داران زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے اہل ثروت حضرات کے صرف وکیل ہوتے ہیں، اگر وہ اس ذمہ داری کو شرعی احکام کے مطابق ادا نہیں کریں گے تو عند اللہ جواب دہ ہونگے۔ زکوٰۃ جب تک مستحق تک نہیں پہنچے گی، محض کمیونٹیز یا برادریوں کے فنڈ یا اکاؤنٹ میں جمع ہونے سے ادا نہیں ہوگی۔ نیز زکوٰۃ و فطرہ کی رقوم جب تک الگ مد میں رکھ کر تملیک (کسی کو مال کا مالک بنانا) کے شرعی اصول کے مطابق مستحق افراد کو ادا نہیں کی جائے گی، ادا نہیں ہوگی۔ مذکورہ صورت میں ذمہ داران صرف امین ہیں، اور اس رقم کو صحیح طور پر خرچ نہ کرنا یا غبن کرنا، خیانت کے زمرے میں آئے گا۔ امانت میں قصدِ خیانت سے متعلق قرآن مجید میں آیاتِ کریمہ اور احادیثِ مبارکہ بکثرت موجود ہیں اور احسن روی عذاب کی وعیدیں بھی ہیں۔ مذکورہ ذمہ داران پر اس رقم کا تاوان دینا لازم

ہے اور زکوٰۃ دینے والوں پر اپنی زکوٰۃ کی دوبارہ ادائیگی لازم ہے۔

سوال ۳۲: کن لوگوں پر زکوٰۃ کا لینا حرام ہے؟

(فقہ السنہ از عاصم الحداد ص ۳۶۲)

جواب: غنی (یعنی مالدار)، قوی مکتسب (یعنی کما سکے والے تندرست آدمی)

اور نبی کریم ﷺ کے خاندان کیلئے زکوٰۃ کا لینا حرام ہے۔

سوال ۳۳: ایک شخص اپنے مال کی زکوٰۃ تو نہیں دیتا لیکن کافی مال دوسرے

خیر کے کاموں میں خرچ کرتا ہے جیسے محتاجوں کی مدد، تعمیر مساجد، اور رفاہ

عامہ کے دیگر کام وغیرہ، اس کا یہ طرز عمل کہاں تک درست ہے؟

(اہمیت زکوٰۃ و فوائد صدقات از امام احمد رضا قادریؒ)

جواب: زکوٰۃ نہ دینے کی آفتیں ایسی ہیں کہ نہ دینے والے کو ہزار ہا سال ان

سخت غذاہوں میں گرفتاری کی امید رکھنی چاہئے کہ ضعیف انسان کی کیا مجال

بلکہ اگر پہاڑوں پر ڈالی جائیں سرمہ ہو کر خاک میں مل جائیں پھر اس سے

بڑھ کر احمق کون کہ اپنا مال جھوٹے سچے نام کی خیرات میں صرف کرے اور

اللہ عزوجل کا قرض گردن پر رہنے دے، یہ شیطان کا بڑا دھوکا ہے (کہ

انسان فرض چھوڑ کر نفلی صدقہ کرے) اور شیطان آدمی کو نیکی کے پردے

میں ہلاک کرتا ہے۔ حضرت پیران پیر شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ نے بھی فتوح

الغیب میں اس شخص کی مذمت کی ہے جو فرض چھوڑ کر نفل کے پیچھے دوڑے۔ لہذا انسان کو پہلے ہر سال زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے اسکے بعد اور نفلی خیرات کرے تو وہ قابل قبول ہونگے۔

سوال ۳۴: بینک یا ڈاک خانے میں جمع شدہ اصل رقم پر زکوٰۃ ہوگی یا اسکے منافع پر؟ (فتویٰ عثمانی از مفتی تقی عثمانی جلد ۲ ص ۴۸)

جواب: بینک یا ڈاک خانے میں جتنی اصل رقم رکھی ہے اس پر زکوٰۃ فرض ہے لیکن جو اضافہ بینک یا ڈاک خانے نے دیا ہو وہ سود ہے اس کا لینا حلال نہیں اور غلطی سے لیا ہو تو اس کو صدقہ کرنا واجب ہے۔

سوال ۳۵: گاؤں کا ارادہ دینی مدرسہ قائم کرنے کا ہے، کیا اسکی تعمیر میں زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے؟ (تفہیم المسائل جلد ۳: ۱۵۷)

جواب: مدرسہ کی تعمیر پر براہ راست (Directly) زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنا درست نہیں، اور اس طرح زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، ہاں کسی نادار مستحق زکوٰۃ شخص کو زکوٰۃ کی رقم دے دی ہو، اور اس کا مالک بننے کے بعد اپنی آزادانہ مرضی سے اسے ان کاموں پر خرچ کرنا چاہے، تو کر سکتا ہے۔

زکوٰۃ میں تملیک شرط ہے، تملیک کا مطلب یہ ہے کہ مستحق زکوٰۃ کو مال زکوٰۃ کا مالک بنا دیا جائے اور جہاں تملیک کی شرط نہ پائی جائے وہاں زکوٰۃ ادا

نہ ہوگی۔ زکوٰۃ کی رقم سے مسجد یا مدرسہ یا ان کے علاوہ کوئی اور ادارہ خواہ یتیم خانہ ہو یا ہسپتال شرط تملیک کے فقدان کی وجہ سے ناجائز ہے۔ اگر تعمیر مسجد یا مدرسہ کی ضرورت ہو اور تعمیری اخراجات کا کوئی اور ذریعہ نہ ہو تو حیلہ کر کے زکوٰۃ اور فطرے کی رقم سے مسجد اور مدرسہ تعمیر کر سکتے ہیں۔ حیلہ کی صورت یہ ہے کہ کسی مستحق کو زکوٰۃ یا فطرے کی رقم دے دی جائے اور وہ اپنے قبضے میں لینے کے بعد اپنی رضا و رغبت سے وہ رقم تعمیر مسجد یا مدرسہ کیلئے دے۔ پھر اس رقم سے مسجد اور مدرسہ تعمیر کرنا درست ہوگا۔ جیسا کہ درمختار جلد دوم ص ۱۲ پر ہے۔

سوال ۳۶: کیا زکوٰۃ کی رستم پیشہ ور گداگروں (Professional Beggars) پر خرچ کی جاسکتی ہے؟

(فتویٰ مرکز تربیت افتاء، دارالعلوم امجدیہ اہل سنت ارشد العلوم اوجھانج بستی یوپی المستفتی میر امتیاز آفریں فتویٰ نمبر ۱۱/۳۲۴۳، اشعبان ۱۴۳۷ھ)

جواب: بھیک مانگنے والے تین طرح کے ہوتے ہیں: ایک مال دار جیسے بہت سے قوم کے فقیر، جو خود صاحب نصاب ہوتے ہیں لیکن خاندان کے لوگ مانگتے آئے ہیں۔ اس لئے وہ بھی مانگتے ہیں، ایسے لوگوں کو مانگنا اور انہیں دینا دونوں حرام ہے۔ ایسے گداگروں پر بیت المال کی رقم خرچ نہیں

کی جاسکتی۔

دوسرے وہ ہیں جو درحقیقت فقیر ہیں یعنی مالک نصاب نہیں مگر مصبوط و تندرست ہیں، کمانے کی قدرت رکھتے ہوئے مفت کھانا کھانے کے عادی ہونے کی وجہ سے مانگتے پھرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو مانگنا حرام اور انہیں دینا منع ہے۔

تیسرے وہ لوگ جن کے پاس مال اور کمانے کی قوت نہ ہو ایسے لوگوں کو مانگنا جائز اور انہیں دینا کارِ ثواب ہے۔ اس تیسری قسم کے لوگوں پر بیت المال کی رقومات خرچ کی جاسکتی ہیں۔

سوال ۷۳: کیا رقومات بیت المال کو بطور قرضہ کسی سائل کو دیا جاسکتا ہے؟
(تفہیم المسائل از مفتی نبیب الرحمن جلد دوم)

جواب: صدقات کی دو قسمیں ہیں، ایک صدقہ واجبہ ہیں، جیسے زکوٰۃ، فطرہ، نذر، کفارات اور فدیہ کی رقوم، ان کے آٹھ مصارف اللہ نے سورہ توبہ آیت نمبر ۶۰ میں متعین کر کے بتا دیے ہیں، لہذا یہ رقوم مالکانہ بنیاد پر ان مستحقین کو دے دی جائیں اگر برادری کے اندر ایسے مستحقین موجود ہوں تو انہیں دیں۔ ورنہ صدقات دینے والوں کی اجازت سے برادری سے باہر کے ضرورت مندوں اور ناداروں کی مدد کریں، ان صدقات واجبہ کا

کھاتہ (Head of Account) اور مصارف کا ریکارڈ الگ — ہونا چاہئے۔ دوسری قسم کے صدقات نفلی ہیں جن میں عام خیرات کی رسم اور عطیات شامل ہیں، ان میں سے 'قرض حسنہ' کا شعبہ قائم کر سکتے ہیں، بشرطیکہ عطیہ و خیرات دینے والے اسکی اجازت دیں۔

اسی سوال کے جواب میں مرکز تربیت افتاء، دارالعلوم امجدیہ کے مفتی صاحب مزید روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

فتویٰ فیض الرسول میں ہے: زکوٰۃ کا مال بذریعہ بیت المال اگر قرض دینا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ مال زکوٰۃ کا فقیر کو مالک بنا دیں اس طرح کہ وہ قبضہ بھی کرے پھر فقیر اپنی خوشی سے بیت المال میں اس نیت سے دے دے کہ ہماری یہ رقم غریبوں پر صرف کی جائے اور حسب استطاعت نادار مسلمانوں کو تجارت وغیرہ کیلئے قرض دی جائے اب وہ رقم فقراء و مساکین پر بھی تقسیم کی جاسکتی ہے اور نادار لوگوں کو تجارت وغیرہ کیلئے بطور قرض بھی دی جاسکتی ہے۔

(ج ۱، ص ۴۹۷، کتاب الزکوٰۃ، مطبع دارالاشاعت فیض الرسول براؤں شریف)

صدقہ فطر: اہم فضائل و مسائل

لفظ 'فطر' کے معنی ہیں 'کھولنا' اور صدقہ فطر کے معنی ہیں روزہ کھولنے کا صدقہ۔ اصطلاح میں صدقہ فطر اس واجب صدقہ کو کہتے ہیں جو رمضان ختم ہونے پر اور روزہ کھلنے پر دیا جاتا ہے۔

روزہ رکھنے میں جو دانستہ یا نادانستہ طور پر کوتاہیاں ہو جاتی ہیں ان کے ازالے کیلئے اللہ نے یہ صدقہ واجب کیا ہے۔ رمضان کے بعد عید چونکہ فرحت و خوشی کا پیغام لاتی ہے اور غرباء و فقراء اس دن کشادگی کے ساتھ اپنے کھانے، پینے اور پہننے اوڑھنے کی ضرورتیں پوری کر سکیں اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ عید گاہ میں حاضر ہو سکیں اسی حکمت کے پیش نظر صدقہ فطر واجب کر دیا گیا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر اس لئے مقرر فرمایا ہے کہ وہ روزے داروں کو بے ہودہ کاموں اور بے شرمی کی لغزشوں سے پاک کر دے اور نادار حاجت مندوں کے کھانے پینے کا انتظام ہو جائے، پس جو شخص عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرے، تو وہ صدقہ قبول کیا جائے گا، اور جو نماز کے بعد ادا کرے گا تو وہ عام صدقہ و

خیرات کی طرح ایک صدقہ ہوگا۔ (ابوداؤد؛ کتاب الزکوٰۃ)

صدقہ فطر کا حکم:

صدقہ فطر ہر ایسے خوشحال مسلمان مرد اور عورت بالغ نابالغ پر واجب ہے۔ حتیٰ کہ جو بچہ طلوع فجر سے پہلے عید کی شب میں پیدا ہو، اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے۔ احادیث میں اس صدقہ کے ادا کرنے کو صاحب نصاب پر واجب قرار دیا گیا ہے۔

وجوب کی شرائط:

اسکے وجوب کی شرائط یہ ہیں: مسلمان ہونا، آزاد ہونا، صاحب نصاب یعنی غنی ہونا۔

باپ پر واجب ہے کہ وہ اپنے نابالغ غیر صاحب نصاب بچوں کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے، اور مالک پر واجب ہے کہ وہ اپنے ان خادموں کی طرف سے ادا کرے جن کے کھانے پینے کا یہ کفیل ہو۔ صدقہ فطر اس پر بھی واجب ہے جس نے رمضان کے روزے نہ رکھے ہوں۔

وجوب کا وقت:

صدقہ فطر کے وجوب کا وقت عید کے دن طلوع فجر ہے اور بہتر ہے کہ عید

سے چند دن پہلے ہی ضرورت مندوں کو پہنچا دیا جائے تاکہ وہ عید کیلئے ضرورت کا سامان خرید کر اطمینان سے عید گاہ جاسکیں۔

صدقہ فطرا یک ہی جگہ جمع کرنا:

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ عید سے دو تین دن پہلے صدقہ فطرا اس شخص کے پاس بھیج دیتے تھے جہاں صدقہ فطرا جمع ہوا کرتا تھا۔ (موطا امام مالک: کتاب الزکوٰۃ: حدیث نمبر: ۶۹۷)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دورِ صحابہ میں صدقہ فطرا یک ہی جگہ کیا جاتا تھا اور پھر مستحقین میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ لہذا انفرادی طور پر صدقہ فطرا ادا کرنے سے بہتر ہے کہ اسے اجتماعی طور پر جمع کیا جائے اور پھر منظم طریقے سے حاجت مندوں پر خرچ کیا جائے۔

صدقہ فطرا کی مقدار:

گندم کے بغیر باقی تمام چیزوں کے صدقہ فطرا کی مقدار ایک صاع ہے، جیسا کہ حضرت ابن عمرؓ کی اس روایت میں ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے کھجور کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع صدقہ فطرا ہر غلام اور آزاد، مرد اور عورت، چھوٹے اور بڑے مسلمان پر فرض کیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

گندم کی مقدار احناف کے نزدیک نصف صاع ہے کیونکہ ابن عمرؓ ہی کہہ
دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں لوگ جو،
کھجور، کشمش، یا پنیر کا ایک صاع صدقہ فطر دیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ
کے زمانہ میں جب گندم کی فراوانی ہو گئی تو ان چیزوں کی جگہ گندم کا نصف
صاع صدقہ فطر دیا جانے لگا۔ (ابوداؤد) مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ
کے دور میں جب گندم کی فراوانی ہو گئی تو بہت سے

صحابہؓ کی رائے ہوئی کہ اس کا نصف صاع جو کے ایک صاع کا قائم مقام
ہو سکتا ہے۔ حضرت عثمانؓ، ابو ہریرہؓ، جابرؓ، ابن عباسؓ، عبداللہ بن زبیرؓ،
اسماء بنت ابوبکرؓ سے اس رائے کی صحیح سند ملتی ہے۔

صاع کی تحقیق:

صاع ایک پیمانہ تھا جسمیں چار مد ہوتے تھے۔ صاع دو طرح کا ہوتا تھا،
ایک حجازی اور دوسرا عراقی۔ حجازی صاع کا وزن (۵: ۱۳) رطل اور عراقی
صاع کا وزن ۸ رطل ہوتا تھا۔ ایک رطل کا وزن ہمارے ہاں کے لحاظ سے
تقریباً آدھ سیر ہے۔ لہذا حجازی صاع کا وزن ہمارے ہاں کے حساب
سے تقریباً پونے تین سیر اور عراقی صاع کا وزن تقریباً چار سیر ہوا۔

(فقہ السنہ ص: ۳۶۹، ۳۷۰)

جدید وزن کے مطابق صدقہ فطر:

علامہ غلام رسول سعیدیؒ کی تحقیق کے مطابق صدقہ فطر کی مقدار دو کلو گندم یا چار کلو گرام جو، کھجور، یا کشمش یا ان کی قیمت ہے۔

مزید وضاحت کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانوروں کی متعدد قسمیں اس لئے کی ہیں کہ ہر طبقہ کے لوگ اپنی حیثیت کے لحاظ سے قربانی کا تعین کریں۔ اسی طرح آپ نے صدقہ فطر کی متعدد اقسام بھی اس لئے کی ہیں کہ ہر طبقہ کے لوگ اپنی حیثیت کے لحاظ سے صدقہ فطر ادا کریں، سو جس طرح ہم اپنی حیثیت کے لحاظ سے قربانی کے جانوروں کا تعین کرتے ہیں، اسی طرح ہمیں اپنی حیثیت کے لحاظ سے صدقہ فطر کی قسم کا تعین بھی کرنا چاہیے۔ آج کل (۲۰۰۱ء میں) نصف صاع یعنی دو کلو گندم تقریباً ۲۶ روپے کے ہیں اور چار کلو کھجور تقریباً ۲۰۰ روپے کے ہیں اور چار کلو کشمش تقریباً ۴۰۰ روپے کے ہیں اور چار کلو پنیر تقریباً ۱۰۰ روپے کے ہیں۔ مثلاً جو کروڑ پتی ہیں وہ چار کلو پنیر کے حساب سے صدقہ فطر ادا کریں، جو لکھ پتی ہیں وہ چار کلو کشمش کے حساب سے صدقہ فطر ادا کریں، جو ہزاروں روپوں کی آمدنی والے ہیں وہ چار کلو گرام کھجور کے حساب سے صدقہ فطر ادا کریں اور

جو سینکڑوں کی آمدنی والے ہیں وہ دو کلو گندم کے حساب سے صدقہ فطر لے کر لیں۔ اور تمام طبقات کے لوگوں کو صرف دو کلو گندم کے حساب سے صدقہ فطر پر نہیں ٹرانا چاہئے۔

(نعمت الباری فی شرح صحیح البخاری جلد ۳ ص ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱)

صدقہ فطر کے مصارف:

صدقہ فطر کے مصارف وہ ہیں جو زکوٰۃ کے مصارف ہیں یعنی فستراء، مساکین، عاملین زکوٰۃ، مؤلفۃ القلوب، رقاب، غارمین، فی سبیل اللہ اور ابن سبیل البتہ بہتر یہی ہے کہ اسے مساکین، فقراء و حاجت مند لوگوں میں ہی تقسیم کیا جائے جو کہ اسکے وجوب کے مقصد کے زیادہ قریب ہے۔

قربانی: اہمیت اور مسائل

مشتہور امام لغت علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں: قربانی وہ چیز ہے جس کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کیا جائے، اصطلاح شرع میں قربانی (اللہ کی رضا کی خاطر) جانور زبح کرنے کا نام ہے۔

قرآن مجید نے قربانی کیلئے تین لفظ استعمال کئے ہیں: قربانی (المائدہ ۲۷)۔ نسک (الحج: ۲۲) اور نحر (الکوثر: ۲)۔

سورہ کوثر میں ارشاد فرمایا:

اِنَّا عَطَيْنَكَ الْكُوْثَرَ۔ فَصَلِّ لِزَبْكَ وَاَنْحَرْ، اِنْ شِئْتَ لَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔
ترجمہ: اے محبوب! بے شک ہم نے آپ کو بے شمار خوبیاں عطا
فرمائیں۔ تو تم اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ بے شک تمہارا دشمن
ہی ہر بھلائی سے محروم ہے۔

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم
نے قربانی کے دن خون بہانے سے زیادہ خدا کے حضور پسندیدہ کوئی کام نہیں
کیا اور بے شک وہ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور
کھروں کے ساتھ آئے گا اور بے شک اس کا خون زمین پر گرنے سے پہلے
اللہ کے ہاں مقام قبول میں پہنچ جاتا ہے۔ لہذا خوش دلی سے قربانی کرو۔

(مشکوٰۃ، باب الاضحیہ)

عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی حضرت ابراہیمؑ کی اپنے فرزند حضرت اسمعیلؑ
کو قربان کرنے کی سپردگی اور فدائیت کی عظیم یادگار ہے۔ قربانی کے روحانی
مقاصد حصول تقویٰ، تعظیم شعائر اللہ، اللہ کا شکر اور اس کی بڑائی کا اظہار
ہے۔ نہ صرف یہ کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال قربانی کرتے تھے بلکہ اپنے
ان غریب امتیوں کی طرف سے بھی کرتے تھے جنہیں قربانی کرنے کی

طاقت نہیں۔ ابوداؤد کی ایک حدیث کے مطابق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو وصیت کی تھی کہ وہ انتقال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کرے۔

زید بن ارقمؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے عرض کی

: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کی سنت ہے، انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے ان میں کیا ثواب ہے؟ فرمایا: ہر بال کے بدلے میں نیکی۔ عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اون کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: اون کے بدلے میں (بھی) نیکی ہے۔

(ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ رقم حدیث: ۱۳۹۰)

وجوب: جو جانور عید الاضحیٰ کے روز قربان کیا جاتا ہے اسے اُضحیہ کہتے ہیں کیونکہ وقت ضحیٰ یعنی چاشت کے وقت اسے زبح کرتے ہیں۔ ایام النحر (یعنی قربانی کے دنوں) میں قربانی کرنا واجب ہے۔ جس پر صدقہ فطر واجب ہے اس پر قربانی بھی جائز ہے۔

وقت قربانی: قربانی کا وقت دسویں ذوالحجہ یوم عید کی صبح صادق سے

شروع ہو کر بارہ ذوالحجہ غروب آفتاب تک رہتا ہے۔ جس دن بھی کرے جائز ہے، لیکن افضل عید کا دن ہے پھر گیارہویں اور پھر بارہویں تاریخ۔
(کتاب الفقہ: مفتی منیب الرحمن ص ۲۹۹)

آدابِ قربانی:

۱۔ قربانی کا ارادہ کرنے والا عشرہ ذوالحجہ میں قربانی سے پہلے بالوں کو نہ ترشوائے اور اپنے ناخن نہ کاٹے۔ (مشکوٰۃ حدیث نمبر ۷۳۷۱۳)

۲۔ عیب دار یعنی کان کٹا، کاننا، اندھا یا سینگ ٹوٹا یا انتہائی کمزور جانور قربان نہ کرے۔ (مشکوٰۃ حدیث نمبر ۷۸۷۱۳)

تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور زیادہ عیب ہو تو ہوگی ہی نہیں۔ (بہار شریعت جلد ۲ ص ۶۸۹)

کان، ناک، آنکھ، سینگ، دم، چکی اور تھن میں سے کوئی عضو تیسرے حصے میں سے زیادہ کٹا ہوا ہو یا ٹوٹا ہوا ہو تو اس جانور کی قربانی حائز نہیں ہے۔ جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔ اگر کچھ دانت گر گئے لیکن جتنے گرے ہیں ان سے زیادہ باقی ہیں تو اس کی قربانی جائز ہے۔ جس جانور کے سینگ پیدایشی نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے البتہ اگر جڑ سے اکھڑ گئے ہوں تو جائز نہیں ہے۔

(کتاب الفقہ: مفتی منیب الرحمن ص ۳۰۲)
۳۔ قربانی کا جانور تین مہینوں سے کسی ایک جنس کا ہونا ضروری ہے۔ ۱۔ بکری، ۲۔ اونٹ ۳۔ گائے۔

ہر جنس میں اسکی نوع داخل ہے۔ مذکر، مونث، خصی، غیر خصی سب کی قربانی جائز ہے۔ بھیڑ اور دنبہ بکری کی جنس میں اور بھینس گائے کی جنس میں شامل ہے۔ کسی وحشی جانور کی قربانی جائز نہیں۔

جانوروں کی عمریں:

اونٹ پانچ سال کا، گائے بھینس دو سال کی، بکری، بھیڑ ایک سال کی، یہ عمر کم از کم حد ہے۔ اس سے کم عمر کے جانور کی قربانی جائز نہیں۔ زیادہ عمر ہو تو بہتر ہے۔ ہاں دنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا نظر آئے تو اسکی قربانی بھی جائز ہے۔

قربانی کرنے کا طریقہ:

جانور ذبح کرنے کیلئے اس طرح لٹایا جائے کہ اس کا رخ قبلہ کی جانب رہے اور چھری خوب تیز کر لی جائے جہاں تک ہوا اپنی قربانی کا جانور خود اپنے ہاتھ سے ہی ذبح کیا جائے (کہ اسمیں زیادہ ثواب ہے) اور کسی وجہ سے ذبح نہ کر سکے تو کم از کم اس کے پاس ہی کھڑا رہے۔ ذبح کرتے

وقت پہلے یہ دعا پڑھے:

انی وجہت وجہی للذی فطر السموت والارض
 علی ملۃ ابراہیم حنیقا و ما انا من المشرکین،
 انّ صلوتی و نسکی و محیای و مماتی لله ربّ
 العالمین،

لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول
 المسلمین، اللہمّ لک و منک

پھر بسم اللہ اللہ اکبر، کہ کر ذبح کرے، ذبح کرنے کے بعد یہ کہے:

اللہمّ تقبلہ 'مِنّی' کما تقبلت من حبیبک محمد

وَ خلیلک ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام۔

(اگر کسی اور کی جانب سے ذبح کر رہا ہو تو 'مِنّی' کہنے کے بجائے 'مِنْ' کے

بعد اس کا نام لے، اگر اپنے گھروالوں کی طرف سے ذبح کر رہا ہو تو اس کے

بجائے 'مِنّا' کہے۔) (آسان فقہ جلد ۲ ص ۳۰۴، ۳۰۵)

قربانی کے گوشت کا مصرف

قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتے ہیں، اپنے رشتہ داروں اور دوست احباب میں بھی تقسیم کر سکتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ کم از کم ایک تہائی تو غرباء اور مساکین میں تقسیم کریں اور باقی اپنے اور اپنے عزیز واقارب اور دوست اور احباب کیلئے رکھ لیں، لیکن یہ لازم نہیں ہے کہ ایک تہائی خیرات کیا جائے، ایک تہائی سے کم بھی فقیروں اور غریبوں میں بانٹ دیا جائے تو کوئی گناہ نہیں۔

قربانی کی کھال کا مصرف

قربانی کی کھال بھی کسی حاجت مند کو خیرات میں دی جاسکتی ہے اور اس کو فروخت کر کے رقم بھی خیرات کی جاسکتی ہے، یہ رقم ان لوگوں کو دینا چاہئے جن کو زکوٰۃ دی جاتی ہے۔

قربانی کی کھال کو اپنے کام میں لانا بھی جائز ہے۔ مثلاً نماز پڑھنے کے لئے جائے نماز بنوالی جائے یا ڈول وغیرہ بنوالیا جائے۔

قصاب کو گوشت بنانے کی مزدوری میں گوشت، کھال یا رسی وغیرہ نہ دی جائے بلکہ مزدوری الگ سے دی جائے اور جانور کی رسی کھال وغیرہ سب خیرات کر دینی چاہئے۔ (آسان فقہ از مولانا محمد یوسف اصلاحی ص ۳۱۴)

تکبیراتِ تشریق: ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو یومِ عرفہ کہتے ہیں اور ۷ دسویں تاریخ کو یوم النحر اور گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخ کو ایام تشریق اور ان پانچ ایام میں فرض نمازوں کے بعد جو تکبیر پڑھی جاتی ہے اس کو تکبیر تشریق کہتے ہیں۔ تکبیر تشریق یہ ہیں:

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ

الحمد

تکبیر تشریق یومِ عرفہ کی نماز فجر سے شروع کر کے تیرہویں ذوالحجہ کی نماز عصر تک ہر فرض نماز کے بعد پڑھنا چاہئے یعنی کل تین اوقات کی ہر نماز کے بعد پڑھنا واجب ہے۔ ان کو بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے البتہ خواتین کو آہستہ آواز سے کہنا چاہئے۔ (آسان فقہ)

ماخذ و مراجع

- ۱۔ قرآن مجید
- ۲۔ عرفان القرآن (ترجمہ قرآن): ڈاکٹر محمد طاہر القادری: منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور ۲۰۱۳ء
- ۳۔ تبیان القرآن: علامہ غلام رسول سعیدیؒ: ادبی دنیا صاحب مع مسجد دہلی: ۲۰۰۸ء
- ۴۔ ضیاء القرآن: پیر محمد کرم شاہ ازہری: اعتمقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی: ۱۹۸۹ء
- ۵۔ معارف القرآن: مولانا مفتی محمد شفیع: فسرید بکڈ پوچھا مع مسجد دہلی: ۲۰۱۳ء
- ۶۔ موسوعہ الحدیث شریف کتب السنۃ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ): دار السلام للنشر والتوزیع ریاض سعودی عرب: ۲۰۰۸ء
- ۷۔ مشکوٰۃ المصابیح: مترجم مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری: اعتمقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی
- ۸۔ نعمت الباری فی شرح صحیح البخاری: علامہ غلام رسول سعیدیؒ: فاروقی بکڈ پوچھا مع مسجد دہلی: ۲۰۱۵ء
- ۹۔ شرح صحیح مسلم: علامہ غلام رسول سعیدیؒ: المجمع المصباحی مبارکپور
- ۱۰۔ المنہاج السوی من الاحادیث النبوی: ڈاکٹر محمد طاہر القادری: منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور: ۲۰۱۳ء
- ۱۱۔ ہدایۃ الامہ علی منہاج القرآن والسنۃ: ڈاکٹر محمد طاہر القادری: جیلانی بکڈ پوچھا مع مسجد دہلی: ۲۰۱۱ء
- ۱۲۔ مطالعہ حدیث کورس ۸۔ زکوٰۃ: مولانا حبیب الرحمن: دعوتہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی: ۲۰۰۰ء
- ۱۳۔ سلسلہ تعلیمات اسلام، زکوٰۃ اور صدقات: ڈاکٹر محمد طاہر القادری: منہاج القرآن پرنٹرز لاہور: ۲۰۱۳ء

- ۱۴۔ زکوٰۃ: پروفیسر مفتی بنیب الرحمن: مکتبہ نعیمیہ کراچی:
۱۵۔ پروفیسر مفتی بنیب الرحمن: ضیاء القرآن پبلیکیشنز: ۲۰۱۳ء
۱۶۔ مسائل زکوٰۃ: مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی: منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن

لاہور

- ۱۷۔ فتویٰ عثمانی: مفتی تقی عثمانی: مکتبہ معارف القرآن کراچی: ۲۰۱۰ء
۱۸۔ فقہ السنہ: محمد عاصم الحداد: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز دہلی: ۲۰۱۳ء
۱۹۔ اسلامی فقہ: مجیب اللہ ندوی: تاج کمپنی دہلی: ۲۰۰۲ء
۲۰۔ آسان فقہ: مولانا محمد یوسف اصلاحی: زکری انٹرنیشنل پبلشرز
دہلی: ۲۰۰۶ء

- ۲۱۔ بہار شریعت: مفتی امجد علی رضوی: فرید بکڈ پوجا مع مسجد دہلی
۲۲۔ ماہنامہ منہاج القرآن لاہور: منہاج القرآن پبلشرز لاہور: دسمبر
۲۰۰۷ء

- ۲۳۔ احیاء العلوم الدین: مترجم مولانا صدیق ہزاروی: فاروقیہ بکڈ پوجا مع
مسجد دہلی

- ۲۴۔ کیمیائے سعادت: مترجم مولانا سعید احمد نقشبندی: ادبی دنیا جاح مع مسجد
دہلی: ۲۰۰۳ء

- ۲۵۔ کشف المحجوب: مترجم سید محمد احمد قادری: مکتبہ شمس و قمر لاہور: ۲۰۱۲ء
۲۶۔ اہمیت زکوٰۃ و فوائد صدقات: مولانا احمد رضا قادری: فرید بکڈ پوجا مع
مسجد دہلی

- ۲۷۔ مقالات: پیر محمد کرم شاہ از ہری: الجمع المصباحی مبارکپور: ۲۰۰۵ء
۲۸۔ کتاب الفقہ: پروفیسر مفتی بنیب الرحمن: مکتبہ ضیاء العلوم راول پنڈی:

نعت شریف

دیارِ حبیب میں بصرِ صبح و شام کرتے
خرد کی گھٹیاں تو ہم سلجھا چکے
جب بھی تیری یادِ طیبہ ہمیں لے جاتی
اس سے پہلے کہ شمعِ زیست ہماری بجھے
صلِ علیٰ کے نغمے ہم سدا سناتے
حرم کی فضاؤں میں ہوتی ہماری صبح
اتنا ہو کرم پتھر دل پگھل جائیں
لحْنِ داؤدیؑ قدسیوں کو ہو عطا
لب پہ جس کے ہر دم حرفِ دعا ہی آیا
آرزوئے آفریں ہے کہ مدینے میں ہو قیام

آنکھوں ہی آنکھوں میں ہم کلام کرتے
عشقِ مصطفیٰؐ کو ہم اپنا امام کرتے
تجھ پہ درود پڑھتے تجھے ہی سلام کرتے
ہم اپنی یہ زندگی تیرے ہی نام کرتے
کتاب و سنت کی روشنی کو عام کرتے
سبز گنبد کی چھاؤں میں اپنی شام کرتے
تیری عظمت کا چرچہ ہر خاص و عام کرتے
تیری عظمت کا چرچہ ہر خاص و عام کرتے
اسی سے عرض اپنی حسرتِ ناتمام کرتے
نیچی بھگی پلکوں سے ہم سلام کرتے

میر امتیاز آفریں

